قادر مطلق اور مختار کل

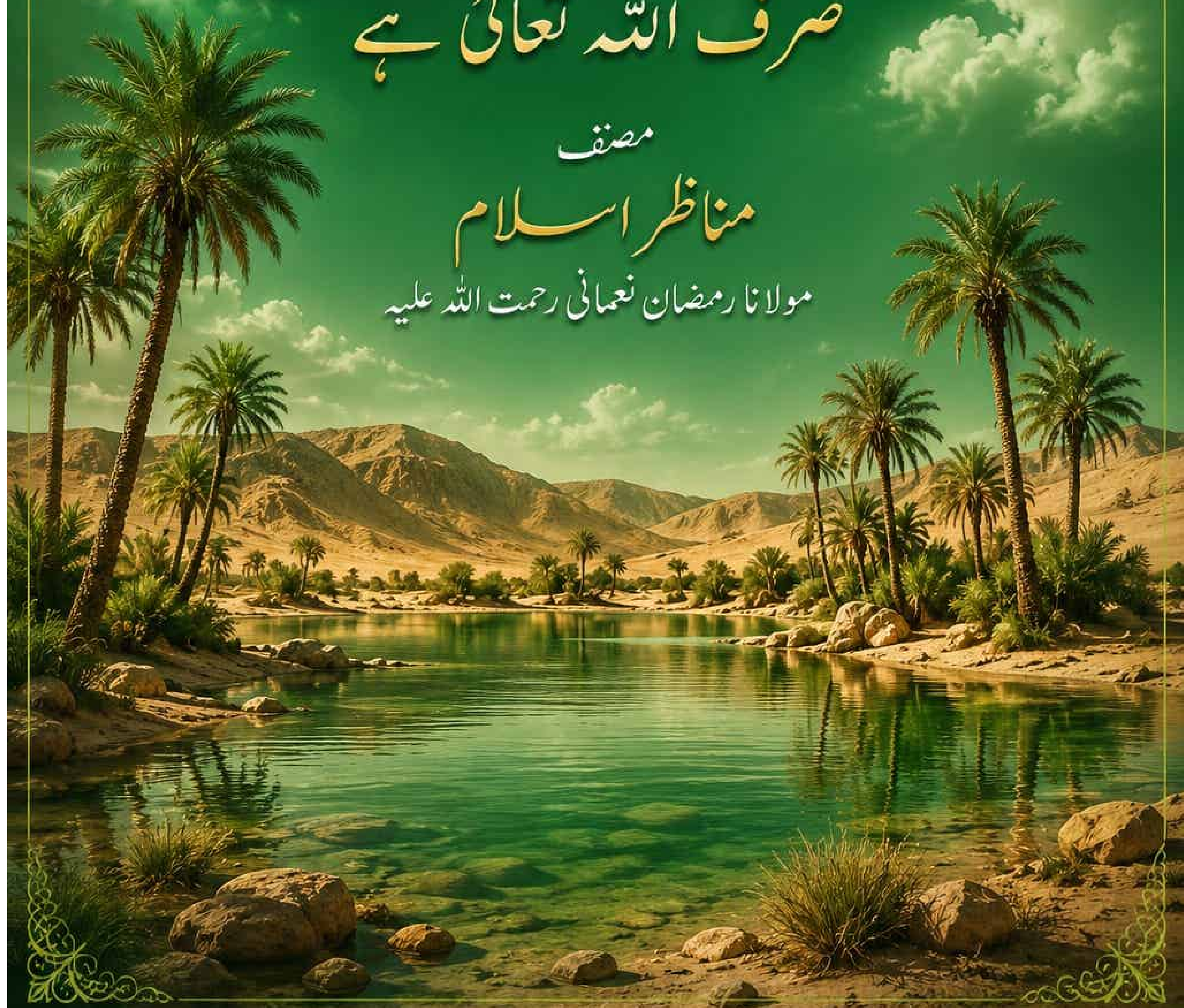
مختار کل

صرف اللہ تعالیٰ ہے

مصنف

مناظر اسلام

مولانا رمضان نعمانی رحمت اللہ علیہ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادرِ مطلق و مختارِ کُل

صرف اللہ تعالیٰ ہے!

قرآن و حدیث کا فیصلہ

قدرت و اختیار

عبادت کی تیسری اور عظیم شرط و بنیاد قدرت و اختیار ہے خاتم المفسرین حضرت علامہ آلوسی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔

إِذْ شَرْطُ اسْتِحْقَاقِهَا الْقُدْرَةُ الْكَامِلَةُ التَّامَّةُ عَلَى دَفْعِ الضَّرِّ وَجَلْبِ النَّفْعِ [۱]	عبادت کی شرط و بنیاد یہ ہے:۔ دفع ضرر و جلب منفعت پر قدرتِ کاملہ تامہ!

اللہ رب العزت نے اپنی کتاب پاک میں عموماً اسی صفت کو بیان کر کے اپنے لئے عبادت کا اثبات فرمایا ہے اور غیر اللہ سے اسی صفت کا عدم ذکر کر کے ان کی عبادت کی نفی فرمائی ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں:۔

قدرتِ کاملہ و اختیارِ کُل کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کا اثبات اور عدم قدرت و اختیار کی بنا پر عبادتِ غیر اللہ کی نفی و مذمت!

۱۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ط قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ط وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ط يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ط وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ (پارہ ۶، مائدہ رکوع ۳)	بلاشبہ وہ لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عین مسیح ابن مریم ہے آپ پوچھئے کہ اگر اللہ، مسیح ابن مریم کو، اور ان کی والدہ کو اور تمام زمین والوں کو ہلاک کرنا چاہیں تو کون اللہ سے (بچانے کا) ذرا بھی اختیار رکھتا ہے، اور اللہ ہی کے لئے خاص ہے آسمانوں کی اور زمین کی اور

[۱] روح المعانی جلد ۵ ص ۹۸۔

جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے۔ ان کی حکومت وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

تو جو اللہ خالق کل، قادر مطلق، زمین و آسمان کا بادشاہ اور غالب علی الکل ہے عبادت اسی کا حق ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کیا خدا ہوں گے۔ جن کو اپنے تحفظ تک کا اختیار نہیں، اگر اللہ انہیں مارنا چاہتا تو کوئی انہیں بچا نہیں سکتا تھا

۲ - عبادت خالق و مالک، عالم کل و کارساز عالم کا حق ہے۔ یہ صفات صرف ذات واحد باری تعالیٰ ہی میں ہیں۔ لہٰذا اسی کی عبادت کرو اور اس کے سوا عبادت کسی کا حق ہی نہیں۔

بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ (ع ۷۔ انعام۔ ۴ ۱۳)

وہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے اس کی اولاد کہاں ہو سکتی ہے، حالانکہ اس کی بیوی تو ہے نہیں، اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا۔ اور وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے، یہ ہے اللہ تمہارا پروردگار، اسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ہر چیز کا خالق ہے تو تم اس کی عبادت کرو، اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔

۳ - اَلَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا (ع ۱۔ آغاز سورہ فرقان)

وہ (اللہ) جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے، اور اس نے کسی کو (اپنی) اولاد نہیں بنایا، اور نہ (ہی) کوئی بادشاہی میں اس کا شریک ہے۔ اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا، پھر سب کا الگ الگ.. انداز درکھا، (ان صفتوں کے مالک اللہ کو چھوڑ کر) مشرکین نے اللہ کے سوا (دوسرے) معبود بنا لئے جو نہ (تو) کوئی چیز پیدا کرتے ہیں۔ بلکہ وہ خود مخلوق ہیں۔ اور نہ خود اپنے لئے نفع و ضرر کا اختیار

نہیں رکھتے۔ اور نہ موت وحیات کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ (قیامت کے دن) دوبارہ اُٹھنے کا!

اللہ زمین وآسمان کا حاکم و بادشاہ ہے۔ واحد بادشاہ۔ کوئی اقتدار و شاہی میں اس کا شریک نہیں۔ پھر وہ ہر چیز کا خالق و مالک ہے۔ مگر کتنے ظالم ہیں مشرک کہ ان صفتوں کے مالک اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان معبودوں کی پرستش کرتے ہیں جو خود مخلوق ہیں، کسی اور کو کیا پیدا کریں گے، اور خود اپنے لئے نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔ موت وحیات پر قدرت نہیں، ان بے بس و بے اختیار معبودوں کو عبادت کا حق کہاں سے حاصل ہوگیا؟

۴ - مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ
فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ فَلَا
مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ
الْحَكِيْمُ ○ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا
نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ
غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ
وَالْاَرْضِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ فَاَنّٰى
تُؤْفَكُوْنَ ○ (پارہ ۲۲ - فاطر ع۱)

اللہ جو رحمت لوگوں کے لئے کھول دے
اس کو کوئی بند کرنے والا نہیں، اور اللہ
جو کچھ بند کر دے۔ اس کو کوئی جاری کرنے
والا نہیں۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے
اے لوگو! تم پر اللہ کے جو احسانات
ہیں ان کو یاد کرو۔ کیا اللہ کے سوا کوئی
خالق ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق
پہنچاتا ہو۔ (جب نہ کوئی خالق ہے نہ رازق

تو پھر) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق (بھی) نہیں۔ سو تم کہاں الٹے جا رہے ہو؟

جب خالق و مالک اور رحیم و رازق صرف اللہ ہے۔ اس کے سوا نہ تو کوئی خالق ہے نہ رازق، نہ رحیم ہے نہ منعم، تو پھر اس کے سوا کسی کو عبادت کا کیا حق ہے! پھر عبادت کسی کا بھی حق نہیں،

۵ - يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ
النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ
وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا
يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ○ (پارہ ۲۲ فاطر ع۲)

وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے، اور
دن کو رات میں داخل کرتا ہے، اور اس
نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا
ہے ہر ایک وقت مقرر تک چلتے رہیں
گے۔ یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے، سلطنت
(بھی) اسی کی ہے اور اس کے سوا جن

کو تم پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی اختیار نہیں لرکھتے

اللہ رب العزت دن رات کو گھٹاتے بڑھاتے ہیں، موسموں میں تغیر تبدل کرتے ہیں پھر سلطنت و بادشاہی اسی کی ہے، لہٰذا عبادت بھی اسی کا حق ہے مگر ظالم مشرک اللہ کے ساتھ ان معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جنہیں کھجور تو کجا، کھجور کی گٹھلی تو گٹھلی، گٹھلی کے اوپر باریک سے پردے کا بھی اختیار نہیں۔

۶ - ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (۶۲-۶۵ مومن)

یہ ہے اللہ تمہارا پروردگار۔ ہر چیز کا خالق اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں پس تم کہاں الٹے چلے جا رہے ہو؟ اسی طرح وہ (پہلے) لوگ بھی الٹے چلا کرتے تھے جو اللہ کی نشانیوں کا انکار کیا کرتے تھے۔ اللہ وہ ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے قرار کی جگہ بنایا۔ اور آسمانوں کو چھت بنایا۔ اور تمہاری صورت بنائی۔ سو عمدہ صورتیں بنائیں اور تم کو پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا یہ ہے اللہ تمہارا رب۔ پس بڑا برکت والا ہے اللہ سارے جہانوں کا پروردگار، وہی (ازلی، ابدی) زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پس تم خالص اعتقاد کر کے اسی کو پکارو۔

خالق، مالک، رازق، مصوّر، شکم مادر میں احسن و اجمل تصویریں بنانے والا ایک اللہ تعالیٰ ہے۔ زمین و آسمان اس نے بنائے، ان عظیم اختیارات کے واحد مالک کا حق ہے کہ ہر قسم کی عبادت اس کی کی جائے۔ اسکے سوا عبادت کسی کا حق ہی نہیں

عبادت کی بنیاد اور الوہیت و معبودیت کے لوازم نفع نقصان کا ملک و اختیار ہے۔ معبود کے نافع و ضار ہونے کے علم و یقین ہی کے اندر اس کی الوہیت و معبودیت کا سارا راز مضمر ہے۔

اللہ رب العزت نے جہاں اس اصل و اساس کی بنا پر اپنی عبادت کا اثبات فرمایا ہے وہاں اسکے عدم و فقدان پر یعنی تمام ماسوی اللہ کے نفع نقصان کا مالک نہ ہونے پر اب ان کی معبودیت کی نفی فرما رہے ہیں۔ چند آیات ملاحظہ ہوں۔

۷۔ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ (یونس ع ۲)

۸۔ قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا (مائدہ ع ۱۰)

۹۔ اپنے حبیب کریمؐ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظّٰلِمِينَ ۝ (یونس۔ ع ۱۱)	اور خدا کے سوا اس کی عبادت نہ کرنا جو تجھے نفع نہ پہنچا سکے نہ نقصان پھر اگر (بالفرض) آپ نے ایسا کیا تو تم اس حالت

میں اللہ کا حق ضائع کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا:۔

۱۰۔ قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ۝ أُفٍّ لَكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ (پارہ ۱۷۔ انبیاء ع ۵)	کہا:۔ تو کیا تم خدا کے بغیر ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو جو تم کو نہ کچھ نفع پہنچا سکے نہ نقصان تُف ہے تم پر اور ان چیزوں پر جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو کیا تم عقل نہیں رکھتے۔
۱۱۔ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُ وَلَا يَنْفَعُهُ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيدُ (پارہ ۱۷۔ حج ع ۲)	خدا کے سوا اس چیز کی عبادت کرتا ہے جو نہ تو اسے نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع یہ انتہا درجہ کی گمراہی ہے۔
۱۲۔ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهِ ظَهِيرًا (سورۂ فرقان۔ ع ۵)	اور (مشرک) اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو ان کو نہ نفع دے سکتی ہیں نہ نقصان، اور کافر اپنے رب کا مخالف ہے۔

اس مضمون کی آیات سورہ رعد، بنی اسرائیل، شعراء، سباء، زمر اور شوریٰ وغیرہا میں بھی بکثرت موجود ہیں جن کا احاطہ بڑا مشکل ہے۔ نہ ہی احاطہ مقصود ہے۔

خلاصہ پہلے چند وہ آیات بطور مثال پیش کی گئی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ تامہ اور ذات پاک رب العزت کے تصرفات مطلقہ عامہ و اختیارات کلیہ کا ذکر و بیان ہے۔ اور اسی اقتدار اعلیٰ و اختیار کل اور تصرف مطلق کو لوازم الوہیت و اساس عبادت قرار دیا گیا ہے بعد میں چند وہ آیات پیش کی گئی

ہیں جن میں غیر اللہ کے اختیار و تصرف کی کلیتہً نفی کر کے ان کی اسی بے اختیاری و بے بسی کو ان کی عدم عبادت کی وجہ و دلیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اور ان بے اختیار و مجبور معبودوں کی پرستش کو کفر و ضلال بعید فرمایا گیا ہے۔ کیونکہ عجز و بے اختیاری شانِ الوہیت کے منافی ہے۔

یہ محض مثال کے طور پر چند آیات ذکر کی گئی ہیں ورنہ اللہ رب العزت کی قدرتِ تامہ مطلقہ اور غیر اللہ کی یکسر بے بسی و بے اختیاری سے قرآن پاک بھرا ہوا ہے مثلاً:۔ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ و اختیارِ کل سے متعلق چند آیات ملاحظہ ہوں:۔

قدرتِ کاملہ اور کُل اختیارات کا مالک صرف اللہ ہے

نبی کریمؐ کو ارشاد فرمایا:۔

۱۔ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ پارہ ۳۔ آل عمران رکوع ۳

آپ کہیئے! اے اللہ سارے ملک کے مالک آپ جس کو چاہیں ملک دے دیتے ہیں اور جس سے چاہیں ملک چھین لیتے ہیں اور جس کو چاہیں عزت دیتے ہیں اور جس کو آپ چاہیں ذلت دیتے ہیں آپ ہی کے ہاتھ میں ہے سب بھلائی بیشک آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔ آپ رات کو دن میں داخل کر دیتے ہیں اور دن کو رات میں داخل کر دیتے ہیں اور آپ جاندار چیز کو بے جان سے نکالتے ہیں (جیسے انڈے سے بچہ) اور بے جان چیز کو جاندار سے نکالتے ہیں۔ (جیسے پرندہ سے انڈہ) اور آپ جس کو چاہتے ہیں بے حساب رزق دیتے ہیں۔

۲۔ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ انعام ع ۲

اور اگر اللہ تجھ کو کوئی تکلیف پہنچا دیں تو اللہ ہی کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں، اور اگر اللہ تجھے کوئی نفع پہنچا دے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔

اختیاراتِ کلیہ کا ذکر و بیان ہے۔ اور اسی اقتدار اعلیٰ و اختیار کل اور تصرفِ مطلق کو لوازمِ الوہیت و اساس عبادت قرار دیا گیا ہے بعد میں چند دو آیات پیش کی گئی

۳ - وَاِنۡ یَّمۡسَسۡكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ‌ ۚ وَاِنۡ يُّرِدۡكَ بِخَيۡرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضۡلِهٖ‌ ؕ يُصِيۡبُ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ‌ ؕ وَهُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ (پارہ ۱۱۔ آخر سورۂ یونس)

اور اگر اللہ تعالیٰ تم کو کوئی تکلیف پہنچا دے تو اسے دور کرنے والا بجز اس کے کوئی نہیں، اور اگر وہ تم کو کوئی بھلائی پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہیں وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہیں اپنا فضل کرتے ہیں اور وہ بخشنے والے بڑی رحمت والے ہیں۔

تو تکلیف و راحت، بھلائی، برائی، نفع و ضرر پر کامل اختیار اور قبضۂ تامہ اللہ رب العزت کا ہے، اس ذات پاک کے سوا کسی کو بھی سود و زیاں اور دکھ، سکھ پر قطعاً کوئی اختیار نہیں اس کی بھیجی ہوئی تکلیف اور دکھ درد کو کوئی نہیں ہٹا مٹا سکتا اور جس پر وہ فضل و کرم فرمائیں کسی کو طاقت نہیں کہ روک دے۔ مالک علی الاطلاق اور قادر مطلق فقط ایک ذات اللہ واحد کی ہے۔

۴ - صرف ایک موقع اور ملاحظہ ہو۔ ارشاد ہوتا ہے۔

لِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ ؕ يَخۡلُقُ مَا يَشَآءُ‌ ؕ يَهَبُ لِمَنۡ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنۡ يَّشَآءُ الذُّكُوۡرَ ۙ اَوۡ يُزَوِّجُهُمۡ ذُكۡرَانًا وَّاِنَاثًا‌ ۚ وَيَجۡعَلُ مَنۡ يَّشَآءُ عَقِيۡمًا‌ ؕ اِنَّهٗ عَلِيۡمٌ قَدِيۡرٌ‏ (پارہ ۲۵۔ آخر شوریٰ)

آسمانوں اور زمین کی سلطنت و بادشاہی اللہ ہی کے لئے ہے۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے بیٹیاں عطاء فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بیٹے عطا فرماتا ہے۔ یا ان کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں دیتا ہے اور جس کو چاہے (محض) بے اولاد رکھتا ہے۔ بیشک وہ بڑا جاننے والا، بڑی قدرت والا ہے۔

زمین و آسمانوں کی حکومت اللہ ہی کی ہے۔ وہ اپنی مرضی کا مالک ہے۔ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ بیٹے، بیٹیاں، دینا نہ دینا، محض اس کے اختیار میں ہے۔ وہ علیم بھی ہے اور قدیر بھی، علم کل اور قدرتِ کاملہ خاص اس کی صفات ہیں۔ وہ اپنے علم کی بناء پر اپنی قدرت سے جس کو چاہے جو اولاد دے یا مطلق نہ دے۔

بطور اجمال اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا بیان

جہاں پورے قرآن میں اللہ رب العزت کی

۱۱ - وَاللّٰهُ وَلِيُّ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَلِيُّ الۡمُتَّقِيۡنَ — وَلی۔ ہے — ۱۰ مقامات پر ہے
۱۲ - اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِىٌّ عَزِيۡزٌ اِنَّ اللّٰهَ قَوِىٌّ عَزِيۡزٌ وغیرہ قوی ہے — ۸ 〃 〃
۱۳ - اِنَّكَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ وغیرہ الوہاب ہے — ۳ 〃 〃
۱۴ - اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحۡىِ الۡمَوۡتٰى‌ۚ وغیرہ محی ہے — ۲ 〃 〃

قدرت کاملہ و اختیار عامہ کی تفصیلات موجود ہیں - جن کا احاطہ ممکن نہیں - وہاں قرآن کریم میں ۲۲۴ مقامات پر بطور اجمال ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کا بیان ملاحظہ ہو

۱ - اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ [1]	پورے قرآن میں	۳۵ مقامات پر ہے [2]	
۲ - وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا [3]	(کہف ع ۶)	۱	" "
۳ - عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ واللہ قدیر و قدیرا اور قدیرا		۱۱	" "
۴ - بقادر یا القادر	اور قادر وغیرہ [4]	۷	" "
۵ - وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ [5]	الوکیل اور وکیلا	۱۱	" "
۶ - وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا	[6]	۱	" "
۷ - وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا	[7]	۱	" "
۸ - عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ	[8]	۲	" "
۹ - وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ	القاہر [9]	۲	" "
۱۰ - لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ، هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ	وغیرہ القہار [10]	۶	" "

---

[1] قدیر اسے کہتے ہیں جو اقتضاء حکمت کے مطابق جو چاہے کرے (مفردات القرآن)

[2] دو مقام پر قدیرا آیا ہے باقی ۳۳ مقامات پر اعلیٰ کل شیئ قدیر ہے شروع میں کہیں اِنَّ اللہ ہے کہیں اَنَّ اللہ ہے کہیں واللہ ہے کہیں وہو ہے -

[3] مقتدر، با اقتدار، ہر طرح کی قدرت والا (لغات القرآن جلد ۵ ص ۳۲۷) اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔

[4] قادر، قابو پانے والا، طاقت رکھنے والا، گرفت کرنیوالا - غالب (لغات القرآن جلد ۵ ص ۶۵) اسماء حسنیٰ میں سے ہے -

[5] وکیل، کارساز، نگران، نگہبان، (لغات القرآن جلد ۶ ص ۱۳۳) اسماء حسنیٰ میں سے ہے -

[6] مقیتا، قادر، نگران، محافظ (لغات القرآن جلد ۵ ص ۴۳۷) - المقیت، صاحب اقتدار - نگہبان وتماقتا (المنجد) اسماء حسنیٰ میں سے ہے -

[7] محیطا، ہر طرف سے گھیرے ہوئے، پورا پورا قابو رکھنے والا - لغات القرآن جلد ۲ ص ۲۲۳

[8] حفیظ، نگہبان، حفاظت کرنیوالا - اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے - کیونکہ وہ کل کا نگہبان ہے (لغات القرآن جلد ۲ ص ۲۸۷)

[9] قاہر، غالب (مفردات القرآن، لغات القرآن جلد ۵ ص ۱۱۹) [10] القہار، ایضاً زبردست غالب

اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے [illegible]

۱۱- وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ ولی ۔[۱] ۱۰ مقامات پر ہے
۱۲- اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ وغیرہ قوی [۲] ۸ " "
۱۳- اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ وغیرہ الوہاب [۳] ۳ " "
۱۴- اِنَّ ذٰلِکَ لَمُحْیِ الْمَوْتٰی ۔ وغیرہ محی [۴] ۲ " "
۱۵- قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ مَالِکَ الْمُلْکِ [۵] ۱ " "
۱۶- اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ ۔ ۔ ۔ وغیرہ الملک [۶] ۵ " "
۱۷- اَلْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ الْجَبَّارُ (پورے قرآن میں) ۳ " "
— العزیز [۱۰] (پورے قرآن میں) ۸۶ " "

---

[۱] وَلِیٌّ مددگار، کارساز، محافظ، نگہبان، بچانے والا (لغات القرآن" جلد ۶ ص ۱۳۴)
اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔
[۲] قَوِیٌّ طاقتور، قوت والا (لغات القرآن" جلد ۵ ص ۱۰۸) غالب، طاقت ور، زبردست، (مفردات القرآن) اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔
[۳] الوھاب مبالغہ کا صیغہ۔ بہت عطاء کرنے والا۔ (لغات القرآن جلد ۶ ص ۱۳۵)
اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر کسی کو بقدر استحقاق بخشتا ہے، اس لئے الوہاب کہا جاتا ہے (مفردات القرآن)
[۴] محی زندہ کرنے والا، حیات بخشنے والا (لغات القرآن)
[۵] مالک الملک سارے جہان کے حکمران۔ ہر ذرہ پر قدرت اور قابو رکھنے والے، (لغات القرآن) جلد ۵ ص ۲۷۲) [۶] اَلْمَلِکُ بادشاہ، با اقتدار (" لغات القرآن" جلد ۵ ص ۲۴۲)
[۷] المؤمن - امن بخشنے والا)
[۸] المھیمن - نگران (ایضاً ص ۲۹۳) نگہبانی و حفاظت کرنے والا۔
[۹] اَلْجَبَّارُ جبر سے مبالغہ کا صیغہ، زبردست دباؤ والا۔ خود اختیار چوں کہ باری تعالیٰ اپنے فیضانِ نعمت سے سب لوگوں کی حالتیں درست کرتا اور ان کے نقصانات پورے فرماتا ہے۔ اس لیے اس کا نام جبار ہے۔ امام بیہقی "کتاب الاسماء والصفات" میں محمد بن کعب سے روایت کرتے ہیں "وہ جبار سے اس لیے موسوم ہے کہ مخلوق کو اپنے ارادہ کے آگے مجبور کر دیتا ہے (" لغات القرآن" جلد ۲ ص ۲۴۴)
[۱۰] العزیز۔ غالب، زبردست، قوی مبالغہ کا صیغہ ہے۔ امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں "عزیز وہ ہے جو غالب ہو، مغلوب نہ ہو" زجاج نے اس کے معنی کیے ہیں "ایسا زبردست جس پر کوئی چیز غالب نہ ہو سکے" دوسرے لوگوں نے اس کا ترجمہ کیا ہے "قوی جو ہر شے پر غالب ہو" اور ابو سلیمان (امام خطابی صاحب معالم السنن شرح سنن ابی داؤد) رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ "عزیز" ایسا غالب جو مغلوب نہ ہو (لغات القرآن جلد ۴ ص ۳۰۰)

۱۸- المتین[1] پورے قرآن میں ۱ مقام پر
۱۹- وَاللّٰهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ، إِنَّا مُنتَقِمُونَ - وغیرہ مُنتَقِمٌ[2] ۲ " "
۲۰- إِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ - واسع[3] ۸ " "
۲۱- اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ القیوم[4] ۳ " "
۲۲- وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ وَأَنتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ أحکم الحاکمین[5] ۵ " "
۲۳- خَيْرُ الْفَاصِلِينَ[6] اور خَيْرُ الْفَاتِحِينَ[7] ۲ " "
۲۴- علی ہذا ایک ایک مقام پر حَكَمٌ[8] وَالٍ[9] (والی) اور الفتّاح[10] ۲ " "

میزان = ۲۲۳ مقامات

خلاصہ اللہ رب العزت نے اپنی کتاب پاک میں قریباً سوا دو سو مقامات پر اپنی قدرت عامہ، اپنے غلبہ و اقتدار تامہ اور اپنی قوت و حاکمیت مطلقہ کا بیان و اثبات تو فرمایا ہے۔ مگر ایک جگہ پر بھی غیر اللہ، کسی بت اور قبر کسی فرشتہ یا ولی حتیٰ کہ نبی کے لئے قدرت و اختیار کا ذکر نہیں فرمایا۔

---

[1] المتین قوی، طاقت والا۔

[2] مُنتَقِمٌ بدلہ میں سزا دینے والے (لغات القرآن جلد ۲ ص ۲۸۹)

[3] وَاسِعٌ بہت دینے والا۔ ہر چیز پر محیط (المنجد)

[4] القیوم اسماء حسنیٰ میں سے ہے، یعنی ذات الٰہی ہر چیز کی نگران اور محافظ ہے اور ہر چیز کو اس کی ضروریات زندگی بہم پہنچاتی ہے (مفردات القرآن)

[5] أحکم الحاکمین سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم۔

[6] خیر الفاصلین سب حکم کرنے والوں سے بہتر۔

[7] خیر الفاتحین بہتر حکم کرنے والا۔

[8] الحکم حکم جاری کرنے والا۔ فیصلہ کرنے والا (المنجد) حَكَمًا فیصلہ کرنے والا۔ یہ حاکم سے زیادہ بلیغ ہے "لغات القرآن" جلد ۲ ص ۲۸۹)

[9] وَالٍ اصل میں والی ہے وَلَايَةٌ معتمد، مددگار، حامی، مدد پر قادر (لغات القرآن جلد ۶ ص ۱۱۳)

[10] الفتّاح بہت بڑا فیصلہ کرنے والا، صیغہ مبالغہ، حاکم (المنجد)

اسماء الحسنیٰ! نیز قرآن کریم میں مذکورہ بالا صفات و اسماء الٰہی کے علاوہ، قابض[1] باسط[2] خافض[3]، رافع[4]، معز[5]، مذل[6]، واجد[7]، ممیت[8]، مغنی[9]، نافع[10]، ضار[11]، مانع[12] وغیرہ، اسماء حسنیٰ اس حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں کہ نفع، نقصان، عزت و ذلت، موت و حیات سب اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہے۔

یہ تو صرف اجمالی طور پر صفات و اسماء الٰہی سے سوا دو سو مقامات پر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اختیار و اقتدار عامہ کا ذکر ہے۔ ورنہ یوں تو سارے قرآن کا موضوع ہی یہی ہے اور پورے قرآن کریم میں جگہ جگہ بڑی تفصیل کے ساتھ اللہ رب العزت نے اپنی قدرت کاملہ، ربوبیت عامہ اور رحمت واسعہ کو بیان فرمایا ہے۔

نیز انسان اگر چشم بصیرت سے دیکھے تو ساری کائنات، سارا جہان اور خود اس کا اپنا وجود اللہ رب العزت کی قدرت کا مظہر و شاہد ہے۔ لیل و نہار کی گردشیں، دن رات کا گھٹنا بڑھنا، موسم کے تغیرات، گرمی، سردی، خزاں، بہار، برسات، بجلی، گرج، کڑک، چمک، بحر دریا۔ پہاڑ، زمین، آسمان، چاند، تارے، سورج پھر خاکی نوری، ناری، بری، بحری اور آسمانی مخلوقات پھر ساری مخلوق کے لئے ضروریات زندگی کا اہتمام زمین سے فصلوں، غلوں، پھلوں اور میووں کی پیدائش کیا یہ سب کچھ کسی ان دیکھی طاقت اور غیر محدود و لامتناہی قدرت کا پتہ نہیں دیتا؟ اگر یہ تمام مناظر قدرت اور مشاہد فطرت کسی کی آنکھ کھولنے کے لئے کافی نہیں تو پھر اسے کم از کم اپنے وجود کو دیکھنا چاہیئے کہ اس کی اصل کیا ہے۔ کیا ناپاک پانی کے قطرے سے یہ کوہ پیکر اور ربیل تن۔ جوان یہ سڈول جسم کا تنومند پہلوان خود بخود بن گیا؟ کتنی تبدیلیوں

---

[1] قابض، تنگی دینے والا [2] باسط، کشادگی کرنے والا۔
[3] خافض، پست کرنے والا۔ [4] رافع بلند کرنے والا۔
[5] مُعِز، عزت دینے والا۔ [6] مذِل، ذلت دینے والا۔
[7] واجد۔ قادر (المنجد) [8] ممیت، مارنے والا۔ [9] مُغنی، بے پرواکرنے والا۔
[10] نافع، نفع دینے والا۔ [11] ضار نقصان پہنچانے والا۔ [12] مانع روکنے والا، حفاظت

کے بعد اور کتنی منزلیں طے کرنے کے بعد اسے یہ جسم ملا، پھر یہ جوانی خود بخود بڑھاپے میں تبدیل ہو جائے گی اور زور و قوت، صحت و توانائی کا یہ مجسمہ خود بخود ضعف و نقاہت کی نذر ہو کر موت کے منہ میں چلا جائے گا اور ایک دن اس کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہے گا؟ یہ تبدیلی پر تبدیلی لانے، ایک گندے پانی سے خوبرو، قوی تن بدن بنانے اور پھر ایسے حسین و جمیل چہروں کو مٹی کی مٹھی بنا کر رکھ دینے والی ذات کا انکار ممکن ہے؟ یا اس ذات پاک کی قدرت اور ربوبیت اور رحمت اور اس کے اختیار کل کا احساس و ادراک یا اقرار و اعتراف کوئی مشکل ہے؟

معبودانِ باطل نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتے!

جہاں قدرت و اختیار کی اس بحث کے شروع میں اللہ رب العزت کی قدرتِ کاملہ کے ساتھ معبودانِ من دونِ اللہ کی بے بسی و بے اختیاری واضح ہو چکی ہے۔ ان کی بے اختیاری کا یہ حال ہے کہ مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ یہ کھجور کی گٹھلی تو کیا، کھجور کی گٹھلی کے اوپر باریک پردے تک کے مالک نہیں۔ وہاں ان آیات کے علاوہ پورے قرآن میں نہایت شرح و بسط اور تکرار کے ساتھ بار بار معبودانِ باطل کی بے اختیاری ثابت کی گئی ہے۔

غیر اللہ کی پوجا پاٹ کا فلسفہ

غیر اللہ کی پرستش کا منشا دراصل ان کی مفروضہ و مزعومہ قدرت و طاقت ہے۔

انسان فطرتاً "لالچی" ہے۔ یہ ہر وقت اپنے لئے نفع کی تلاش اور نقصان سے بچنے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔ اس کی پوری زندگی کا تانا بانا سود و زیاں کی ادھیڑ بن ہے اسے ہمہ وقت یہی فکر دامنگیر رہتی ہے کہ اس کے وارے نیارے ہو جائیں، اسے کاروبار میں لین دین میں نفع ہی نفع ہو۔ مال و دولت میں زیادتی اور گھر بار، اہل و عیال آل و اولاد میں افزائش ہو گی نقصان اور خسارے کے تصور سے یہ لرزہ براندام ہو جاتا ہے۔

تجارت، مال و دولت میں نقصان کا اندیشہ ہو یا جان اور بال بچوں کی

بیماری یا موت کا خطرہ! تو یہ گھبرا کر چارہ سازی کی فکر میں دیوانہ ہو جاتا ہے۔ اللہ کے بندے تو ہر کڑی سے کڑی آزمائش میں اپنے قادر و کریم مولا کو یاد کرتے اور پکارتے ہیں۔ لیکن نفس اور شیطان کے بندے اللہ کے نیک، صالح بندوں، اماموں، ولیوں اور نبیوں کو قدرت اور اختیار کا مالک سمجھ کر انہیں پکارتے ہیں، ان کی منتیں مانتے ہیں، اور جب اللہ کریم رب رحیم ان کی مشکل حل کر دیتے ہیں تو یہ بزرگوں کی خانقاہوں پر نذریں پیش کرتے ہیں، چڑھاوے چڑھاتے ہیں سجدے کرتے ہیں۔ مزاروں کو چومتے چاٹتے ہیں، اور اگر ممکن ہو تو قبر کی خاک مٹی تک پھانک جاتے ہیں اگر غور کیا جائے تو یہ حقیقت صاف معلوم ہوتی ہے کہ غیر اللہ کی پوجا پاٹ کی اصل و اساس جلب منفعت کا جذبہ ہے، یا دفع مضرت کا! حرص و ہوس کے بندوں نے جب بھی کسی غیر اللہ کی عبادت کی ہے۔ کسی نفع کے لالچ میں یا کسی نقصان سے بچنے کے لئے! غیر اللہ کی پرستش کا سارا فلسفہ آپ کو ان دو ہی لفظوں ——— جلب منفعت[1] یا دفع مضرت[2] ——— کے گرد گھومتا نظر آئے گا۔

مثال کے طور پر دیکھئے جاہل انسان نے دیکھا، پانی پر اس کی زندگی کا مدار ہے۔ دریا اس کی فصلوں کو سیراب کرتا ہے تو اس نے پانی اور دریا کی پوجا شروع کر دی۔ سورج کو دیکھا اس کے اندھیروں کو اجالے میں بدلتا ہے۔ اسے نور و ضیا دیتا ہے، گرمی پہنچاتا ہے اس کی فصلیں اور اس کے پھل۔ میوے پکاتا ہے۔ اس کی پرستش شروع کر دی۔ چاند تاروں کو دیکھا یہ رات کو ٹھنڈی روشنی بہم پہنچاتے ہیں ان کی پوجا میں لگ گیا۔ ہندی مشرکین نے دیکھا گائے میٹھا دودھ دیتی ہے ٹھنڈی لسی پلاتی ہے، اس کی پوجا پاٹ میں معروف و منہمک ہو گئے۔ ہالی دھوپ میں ہل چلا کر آیا، تھکا ماندہ تھا، پیپل یا برگد کے گھنے سائے میں بیٹھ کر سستانے لگا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا لگی، تن بدن میں جان آئی تو پیپل اور برگد کی پوجا شروع کر دی۔ آگ کو دیکھا یہ کھانا پکاتی ہے اور مشتعل ہو جائے تو جلا ڈالتی ہے۔ اس کے ضرر سے بچنے کے لئے اس کی پوجا پاٹ میں لگ گئے۔ بعض احمقوں نے دیکھا کہ سانپ موت کا سبب بنتا ہے تو ڈر کر اس کی پرستش شروع کر دی اور بعض عقل کے

انھوں نے بعض بیماریوں کو موت اور تکلیف کا سبب بنتے دیکھ کر ان بیماریوں کی مثلاً چیچک کی پوجا شروع کر دی۔ اور عقل کے ساتھ حیا و شرافت کا بھی جنازہ اٹھ گیا جب آبرو باختہ بے اولاد ہندو رانیوں نے "شوجی" کے مندر میں جا کر شولنگ کے ساتھ مس و مساس کر کے مخصوص انداز میں شولنگ تک کی پوجا کی محض اس لالچ میں کہ اس کی "کرپا" سے رانی کو بچہ مل جائیگا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

بتوں کی پوجا کی وجہ بھی یہی ہے کہ یہ اکابر و اعاظم رجال کے ناموں پر یا ان کی صورتوں پر گھڑے ہوئے ہیں۔ یہ ان اولیاء و صلحاء کی پرستش کے گویا قبلہ و ذریعہ ہیں، ان کی پوجا سے وہ اولیاء و اکابر ہم سے خوش ہوں گے۔ اور ان کی خوشی سے ہمارے سارے کام سنور جائیں گے۔

اولیاء اللہ کی مزاروں کی پوجا پاٹ، ان سے متعلق جمیع یادگاروں، ان کے جملہ آثار و نشانات کی حد سے بڑھی ہوئی تعظیم، اماموں کے نام نہاد، تعزیوں، جھنڈوں، حتیٰ کہ ان سے منسوب گھوڑوں تک کی پرستش، منتیں نذریں یہ سب اسی لئے تو ہیں کہ یہ اولیاء و ائمہ ہم سے راضی ہوں اور ہماری بگڑی بن جائے۔ ہمارے دین و دنیا کے سارے کام سنور جائیں۔

سید الاولیاء سیدنا حضرت عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے نام پر گیارہویں کا دودھ وغیرہ محض اس ڈر سے بانٹا جاتا ہے کہ کہیں ان کی گائے بھینس بیمار نہ ہوں یا مر نہ جائیں یا ان کا دودھ، مکھن کم نہ ہو جائے۔ حضرت رحمہ اللہ ان کو ان کے مال مویشی کو آفات و بلیات سے محفوظ رکھیں گے۔ الغرض کسی غیر اللہ کی پرستش کا آپ کھوج لگائیں گے تو یہی اصل وجہ پائیں گے، اس عبادت اور پوجا کی تہ میں یہی نفع کی طمع و طلب، فائدے کی ہوس، کوئی نہ کوئی لالچ کارفرما ہوگا یا نقصان اور زیان و ضرر سے بچنے کی غرض پوشیدہ ہو گی۔

انتہائی تعظیم، انتہائی محبت، آخری درجے کی انکساری و عاجزی، بے حد و نہایت شکر گذاری ——— جسے عبادت سے تعبیر کرتے ہیں ——— حق ہی اسی کا ہے جو نفع نقصان کا مالک ہو۔ جس کے ہاتھ میں سود و زیاں کی باگ ڈور ہو۔ جاہل و فریب خوردہ بندوں نے جس کسی کو بھی نفع نقصان، سود و زیاں کا

مالک سمجھا اسی کی عبادت شروع کر دی۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت کی بنیاد

ایک بندہ، ایک عاجز و محتاج بندہ ایک سراپا غرض مند بندہ قدم قدم پر بلکہ اپنی زندگی کے ہر سانس پر مدد و اعانت کی ضرورت محسوس کرتا ہے، ذات پاک رب قدیر کی طرف بندے کے میلان و توجہ کی اصل وجہ بھی یہی ہے کہ نفع و نقصان اور سود و زیاں اسی کے ہاتھ میں سمجھتا ہے۔ درحقیقت نادیدہ خدا اور غیر محسوس وغیر مرئی خدا لاکھوں حجابوں بلکہ بے شمار پردوں میں مستور و مخفی خدا پر صحیح ایمان کی بنیاد درحقیقت بندے کا یہی وجدان و تصور ہے ایک موحد مسلمان خوف و طمع اور بیم و رجاء کے لئے اللہ واحد کے سوا کسی دوسرے کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا یہ نفع و نقصان کا مالک صرف اپنے نافع و ضار خدا کو سمجھتا ہے۔ اور اس سے تمام غیر اللہ سے سود و زیاں کے تمام رشتے اور علاقے قطع کر لئے۔

غیر اللہ کی پرستش کی بنیاد

بخلاف اس کے جب اس ایمان و یقین میں ضعف پیدا ہو جاتا ہے تو ایک محتاج و غرض مند بندہ غیر اللہ کو نفع نقصان کا مالک سمجھنا شروع کر دیتا ہے تو اس کی توجہ و میلان کا مرکز بھی غیر اللہ بن جاتے ہیں۔ اب وہ اپنا سر جھکاتا ہے تو انہی غیر اللہ کی چوکھٹ پر، اور ذکر اذکار میں لذت محسوس کرنے لگتا ہے تو غیر اللہ کے! وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِن دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ٥ (سورہ زمر رکوع ۵)

اب یہ یارسول اللہ اور یا علی اور یا عبد القادر جیلانی کے نعروں میں جو کیف و سرور محسوس کرتا ہے وہ اللہ اکبر کے نعرے میں کہاں؟

اب اس کی محبت کا مرکز و محور بھی یہی غیر اللہ بن جاتے ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ (پارہ ۲۔ بقرہ۔ ع ۲۰)	اور لوگوں میں سے بعض وہ ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے شریک بناتے ہیں اور ان سے اس طرح محبت کرتے ہیں جس طرح

اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔

پھر ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی جگہ ان کے دل میں تمام

غیر اللہ کی محبت لے لیتی ہے۔ اب تمام تر محبت ہے تو ان کی اور خوف ہے تو ان کا، جس محبت اور ذوق شوق سے بزرگوں کی نذر نیاز دیتے ہیں، اولیاء و مشائخ کے چالیسویں نکالتے ہیں، خدا کی زکوٰۃ عشر اور اس کے نام پر نحر و قربانی میں اس جوش و محبت کا عشر عشیر بھی نظر نہیں آتا۔ گائے بھینس کے مر جانے یا ان کا دودھ مکھن کم ہو جانے کے خوف سے جس اصرار و التزام اور شدت و سختی کے ساتھ حضرت سید الاولیاء شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی "گیارہویں" نکالتے، بانٹتے اور کھاتے ہیں، کیا اس لزوم و التزام کا ہزارواں حصہ بھی عشر نکالنے اور قربانی کرنے اور قربانی کا گوشت کھانے میں پایا جاتا ہے؟

تمام ماسوی اللہ مطلق بے اختیار ہیں کسی کو قطعاً کوئی اختیار نہیں

تو شرک کی اصل و بنیاد یہی غیر اللہ کے نافع و ضار ہونے کا احساس و ایقان ہے۔ اللہ رب العزت نے شرک کی یہ بنیاد ہی ڈھا دی، عبادتِ غیر اللہ کی اس اصل و اساس ہی کو زیر و زبر کر ڈالا، اپنے کلام پاک قرآن کریم میں بیسیوں جگہ تمام ماسوی اللہ کی مطلق بے اختیاری کو واضح فرمایا اور غیر مبہم الفاظ میں اس حقیقت کو بیان فرما کر شرک کی رگِ گردن کاٹ دی کہ کسی بھی غیر اللہ کو ذرہ بھر بھی کسی قسم کا کوئی اختیار حاصل نہیں۔ مثلاً ارشاد ہوتا ہے:۔

۱۔ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا (۱۵ بنی اسرائیل ع۶)

آپ کہہ دیجئے کہ جن کو تم خدا کے سوا (مشکل کشا) سمجھتے ہو (ذرا) ان کو پکارو (تو سہی) وہ تم سے نہ تو تکلیف کو دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ اس کے بدل ڈالنے کا ——— اللہ کے سوا کسی بھی معبود کو قطعاً کوئی اختیار نہیں، نہ وہ کسی کی کوئی تکلیف دور کر سکتا ہے نہ اس میں کمی کر سکتا ہے نہ ایک کی تکلیف دوسرے پر ڈال سکتا ہے۔

پھر ایسی بے اختیار و عاجز مخلوق کو معبود بنا لینا کہاں کی عقل مندی ہے؟

۲- قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ○

(پارہ ۲۲- سبا - رکوع ۳)

آپ کہئے جن کو تم خدا کے سوا (مشکل کشا) سمجھ رہے ہو ان کو پکارو۔ وہ ذرہ برابر اختیار نہیں رکھتے نہ آسمانوں میں نہ زمین میں اور نہ ان کی ان دونوں میں کوئی شرکت ہے۔ اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔

ماسوی اللہ، کسی معبود کو بھی ایک ذرہ برابر اختیار حاصل نہیں، نہ زمین و آسمان کی تخلیق و ایجاد میں کسی کا کوئی ساجھا ہے۔ نہ اللہ رب العزت کو کسی کام میں کسی کی مدد کی کوئی ضرورت ہے کہ اس کا کوئی معین و مددگار ہو۔

پھر ایسی بے اختیار چیز کو مشکل کشا سمجھنا اور اسے معبود قرار دینا عقل و دانش کا منہ چڑانا نہیں تو اور کیا ہے؟

۳- مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ (پارہ ۲۰- عنکبوت - ع ۴)

جن لوگوں نے خدا کے سوا اور کارساز تجویز کر رکھے ہیں، ان کی مثال مکڑی کی مانند ہے جس نے ایک گھر بنایا۔ اور بلاشبہ سب گھروں میں زیادہ بودا مکڑی کا گھر ہے۔

گھر جان و مال کی حفاظت اور بچاؤ کے لئے ہوتا ہے مگر مکڑی کا جالا کیا حفاظت کرے گا جن لوگوں نے اللہ کے سوا کسی کو اپنا محافظ و مددگار اور کارساز سمجھا ان کی مثال مکڑی اور مکڑی کے جالے کی ہے۔ جیسے مکڑی کی پناہ گاہ غایت ضعف کی وجہ سے کالعدم ہے۔ اسی طرح مشرک لوگ جن باطل معبودوں کو اپنا حامی، مددگار، محافظ اور پناہ دہندہ سمجھتے ہیں درحقیقت وہ کوئی حمایت و حفاظت نہیں کر سکتے، اور مصیبت کے وقت اپنے پرستاروں کو قطعاً پناہ نہیں دے سکتے۔

۴- وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ○ (فاطر ع ۲)

اور اس (اللہ) کے سوا تم جن کو پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے پردے کے برابر بھی اختیار نہیں رکھتے۔

ماسوی اللہ تو کھجور کی گٹھلی پر جو باریک سا پردہ یا جھلی سی ہوتی ہے۔ اس کے بھی مالک نہیں اگر کوئی مشکل کے وقت انہیں پکارے اوّل تو وہ کسی کی پکار کو سنتے نہیں، اور اگر بالفرض سن بھی لیں تو کام نہیں آسکتے۔

۵۔ یَا اَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهٗ، اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ وَاِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ (پارہ ۱۷، آخری رکوع الحج)

اے لوگو ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے سنو بلاشبہ خدا کے سوا جن کو پکارتے ہو وہ ایک مکھی پیدا نہیں کر سکتے گو سب کے سب (کیوں نہ) جمع ہو جائیں اور (پیدا کرنا تو بڑی بات ہے) اگر ان سے مکھی کچھ چھین لے جائے تو اس کو اس سے چھڑا ہی نہیں سکتے ایسا مانگنے والا اور جس سے مانگتا ہے بودا ہے۔

اللہ رب العزت نے غیر اللہ کو پکارنے والوں کو کس درجہ متوثر اور عبرت انگیز مثال دی ہے کہ دُکھ سکھ میں تم جنہیں اپنا مشکل کشا سمجھ کر پکارتے ہو ان کے ضعف ان کی بے اختیاری کا یہ حال ہے کہ وہ سب مل ملا کر بھی ایک مکھی نہیں بنا سکتے، بلکہ مکھی سے اپنی کوئی چھنی ہوئی چیز نہیں چھڑا سکتے، جب ان کے اپنے زور و قوت اور اختیار و قدرت کا یہ حال ہے تو وہ تمہاری دعا پکار پر تمہاری خاک مدد کریں گے۔

غالیوں کی مذمت میں علامہ آلوسی کا عجیب بیان

خاتم المفسرین علامہ آلوسی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں۔ فی قولہ تعالیٰ۔

(اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا۔)

اشارۃ الی ذم الغالین فی اولیاء اللہ تعالیٰ حیث یستغیثون بہم فی الشدۃ غافلین عن اللہ تعالیٰ وینذرون لہم النذر والعقلاء منہم یقولون انہم وسائلنا الی اللہ تعالیٰ وانما ننذر للہ عزوجل۔ نجعل ثوابہ للولی لایخفی انہم

اللہ تعالیٰ کے اس کلام (اِنَّ الَّذِیْنَ) میں اولیاء اللہ کی شان میں غالیوں کی مذمت کی طرف اشارہ ہے جب کہ وہ مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اولیاء اللہ کو مدد کے لئے پکارتے ہیں اور ان کی نذریں مانتے ہیں اور ان

فِي دَعوٰتهم الاولیٰ اشبه الناس بعبدة الاصنام القائلین اِنَّمَا نَعبُدُهُم لِیُقَرِّبُونَا اِلَی اللّٰهِ زُلْفٰی وَدَعْوَاهُمُ الثانیة لا باس بها لو لم یطلبوا منهم بذلك شفاء مریضهم او ردّ غائبهم او نحو ذلك والظاهر من حالهم الطلب یرشد الی ذلك انه لو قیل: انذروا لله تعالیٰ واجعلوا ثوابه لوالدیکم فانهم احوج من اولئك الاولیاء لم یفعلوا ورأیت کثیرا منهم یسجد علی اعتاب حجر قبورهم

غالیوں میں سے جو عقل مند ہیں وہ کہتے ہیں "یہ اولیاء اللہ، اللہ تعالیٰ تک (پہنچانے کے لئے) ہمارے وسیلے ہیں ہم منت تو صرف اللہ عزّ وجلّ کے لئے مانتے ہیں، ولی کو تو صرف ثواب پہنچاتے ہیں" اور یہ حقیقت مخفی نہیں کہ یہ اپنے پہلے دعویٰ میں بتوں کے ان پجاریوں کے سب سے زیادہ مشابہ ہیں جو کہتے ہیں کہ "ہم تو بتوں کی پوجا محض اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں" اور ان کے دوسرے دعویٰ میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ یہ ان اولیاء اللہ سے یہ منت مان کر اپنے مریض کی شفاء یا اپنے غائب ہو جانے والے کی واپسی وغیرہ کا مطالبہ نہ کریں۔ اور ان کے حال سے یہ مطالبہ ظاہر ہے اور یہ حقیقت بھی اسی پر دلالت کرتی ہے کہ اگر انہیں کہا جائے کہ تم منت اللہ تعالیٰ کے لئے مان کر اس کا ثواب اپنے والدین کو بخشو جو ان اولیاء اللہ سے ثواب کے زیادہ محتاج ہیں تو وہ ہرگز ایسا نہ کریں گے۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ ان میں سے اکثر اولیاء اللہ کی قبروں کی چوکھٹوں پر سجدہ کرتے ہیں، اور ان میں سے بعض تو تمام اہل قبور کے لئے علیٰ فرق مراتب اختیار ثابت کرتے ہیں ...... اور ان میں سے بعض کا یہ گمان بھی ہے کہ اولیاء اللہ قبروں سے نکل کر مختلف شکلیں اختیار کر لیتے ہیں اور ان کے عالم کہتے ہیں کہ ان کے روح شکلیں اختیار کر کے ظاہر ہوتے ہیں اور جہاں چاہیں چکر لگاتے پھرتے ہیں اور کبھی شیر کی یا ہرن کی یا اسی طرح کسی جانور کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور یہ تمام باتیں باطل ہیں کتاب و سنت

....

..... وکل ذلك باطل لا اصل له فی الکتاب والسنة وکلام سلف الامة. وقد افسد هؤلاء علی الناس وصاروا ضحکة لاهل الادیان المنسوخة

من الیھود والنصاریٰ وکذا لاھل النحل والھویتہ نسأل اللہ تعالیٰ العفو والعافیۃ۔ [له]

اور سلف امت کے اقوال میں اس کی کوئی اصل نہیں اور انہوں نے لوگوں کا دین خراب کر دیا ہے اور یہی ہیں جو یہود و نصاریٰ اور دوسرے اہل مذاہب اور دہریوں کے لئے ہنسی مخول کا سامان بن کر رہ گئے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے عفو و درگزر اور اس بلاء و برائی سے بچنے کی دعا کرتے ہیں۔

اختیار صرف ایک اللہ کو ہے

تمام حضرات انبیاءؑ و رسلؑ مجبور و بے اختیار ہیں

جہاں قرآن کریم سے اس حقیقت کا وضوح و انشراح ہو گیا کہ تمام معبودان غیر اللہ بے بس و بے اختیار محض ہیں، وہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ تمام حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام بھی مجبور و بے اختیار ہیں، اختیار صرف ایک اللہ کو ہے۔ چنانچہ یہ حضرات دکھ، درد اور مصیبت کے وقت مدد و نصرت اور مشکل کشائی کے لئے اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی انہیں ان مصیبتوں سے نجات عطا فرماتے ہیں۔

۱- حضرت نوح علیہ السلام :-

وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ○ (۱۷، انبیاء رکوع ۶)

اور نوح جبکہ پہلے اس نے دعا کی پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اس کو اور اس کے تابعین کو بڑے بھاری غم سے نجات دی۔

۲- حضرت ایوب علیہ السلام :-

وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِن

اور ایوب جبکہ اس نے اپنے رب کو پکارا۔ کہ مجھ کو یہ تکلیف پہنچی ہے اور آپ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان

[له] روح المعانی جلد ۱ص $\frac{۲۱۲}{۲۱۳}$ الکلام علی الآیات من باب الاشارۃ۔

ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ۝ (۱۷۔ انبیاء رکوع ۶)

ہیں۔ پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور جو کچھ تکلیف تھی اس کو دور کر دیا۔ اور ہم نے ان کو ان کا کنبہ عطاء فرمایا۔ اور ان کے برابر اور بھی اپنی رحمت خاصہ سے، اور عبادت کرنے والوں کے لئے یادگار۔

۳۔ حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ جب سمندر کے اندر مچھلی کے پیٹ میں اللہ کو پکارا اور کہا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (۱۷۔ انبیاء رکوع ۶)

پس ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو اس گھٹن سے نجات دی، اور ہم اسی طرح ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔

۴۔ حضرت زکریا علیہ السلام:۔

وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ (۱۷۔ انبیاء رکوع ۶)

اور زکریا جب کہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے رب مجھ کو لاوارث مت رکھیو اور سب وارثوں سے بہتر آپ ہیں۔ پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور ہم نے اس کو یحییٰ عطاء فرمایا، اور ہم نے ان کی خاطر سے ان کی بیوی کو اولاد کے قابل کر دیا۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی بانجھ تھیں، حضرت زکریا نے اپنے لئے وارث یعنی فرزند کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بیوی کو اولاد کے قابل بنا کر حضرت یحییٰ علیہ السلام عطاء فرمایا۔

۵۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام:۔

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ (الصّٰفّٰت، ع ۳)

(دعا کی) اے میرے رب مجھ کو ایک نیک فرزند دے پس ہم نے ان کو ایک حلیم المزاج فرزند کی بشارت دی۔

۶۔ حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام:۔

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰی مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ وَنَجَّیْنٰھُمَا وَقَوْمَھُمَا مِنَ الْکَرْبِ الْعَظِیْمِ، وَنَصَرْنٰھُمْ فَکَانُوْا ھُمُ الْغٰلِبِیْنَ ۝ (۲۳۔ الصّٰفّٰت ع ۴)

اور ہم نے موسیٰ اور ہارون پر بھی احسان کیا۔ ان دونوں کو اور ان کی قوم کو ہم نے بڑے غم سے نجات دی۔ اور ہم نے ان سب کی مدد کی، پس وہی غالب آئے۔

۷۔ حضرت لوط علیہ السلام:۔

وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اِذْ نَجَّیْنٰہُ وَاَھْلَہٗٓ اَجْمَعِیْنَ ۝ (۲۳۔ الصّٰفّٰت، ع ۴)

اور بے شک لوط (علیہ السلام) بھی پیغمبروں میں سے تھے جبکہ ہم نے ان کو اور ان کے متعلقین سب کو نجات دی۔

۸۔ اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی اور اللہ نے ان کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا۔ (سورہ ص، ع ۳)

خلاصہ ان تمام آیاتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ ہر نبی اور برگزیدہ سے برگزیدہ رسول نے دکھ، درد، تکلیف اور مصیبت کے وقت مجبور و بے بس ہو کر ایک اللہ کو پکارا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ان تمام پیارے بندوں کی دعا کو سنا۔ قبول کیا اور دکھ، درد، کرب و بلا، غم و مصیبت سے نجات دی۔

۹۔ وَلَقَدْ کُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِکَ فَصَبَرُوْا عَلٰی مَا کُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓی اَتٰھُمْ نَصْرُنَا ج (پارہ ۷۔ سورہ انعام رکوع ۴)

اور بلاشبہ آپ سے پہلے بہت سے پیغمبروں کی تکذیب کی گئی، انہوں نے اس اپنے جھٹلائے جانے اور ایذا دیئے جانے پر صبر کیا۔ یہاں تک کہ ہماری مدد ان کو پہنچی۔

یہ آیت کریمہ اس حقیقت پر صراحت سے دلالت کرتی ہے کہ اختیار اللہ کے سوا کسی کو حاصل نہیں تھا، ظالم کفار و مشرکین نے نہ صرف انبیاء کا انکار کیا بلکہ انہیں طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں دیں، وہ حضرات علیہم السلام ان ستم گاروں کے ظلم و ستم کا ہدف و نشانہ بنے اور صبر و شکیب کا مظاہرہ کیا۔ آخر اللہ رب العزت قادر و

قدیر کی مدد و نصرت آئی اور حق غالب آیا۔

۱۰۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اپنی اولاد کو وصیت

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا مصر شہر میں داخل ہوتے وقت سب ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ علیحدہ علیحدہ دروازوں سے جانا۔ یہ نظر بد وغیرہ سے بچنے کی محض ایک ظاہری تدبیر تھی اس لئے ساتھ ہی فرما دیا کہ :۔

وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۖ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ۔ (پارہ ۱۳۔ یوسف ع۸)	اور میں تم کو اللہ سے کچھ بھی نہیں بچا سکتا حکم تو بس اللہ ہی کا چلتا ہے۔

یعنی یہ صرف لوگوں کے حسد یا نظر بد سے بچانے کی میں صرف ایک تدبیر بتلا رہا ہوں۔ باقی ہوگا وہی جو تقدیر الٰہی میں ہے۔ میں قضا و قدر کے فیصلوں کو نہیں بدل سکتا۔ تمام کائنات میں حکم صرف اللہ رب العزت ہی کا چلتا ہے۔ ہوگا وہی جو حکم الٰہی ہوگا۔ میں حکم الٰہی کے مقابلے میں تمہارے کچھ بھی کام نہیں آسکتا۔

آگے اللہ تعالیٰ بھی یہی فرماتے ہیں :۔

مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ	ان کا باپ ان کو اللہ کی کسی بات سے کچھ بھی نہ بچا سکتا تھا۔

۱۱۔ امام المرسلین مختار کل نہیں

اور کسی کو کیا اختیار ہوگا جب محبوب خدا، سید الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک مختار کل نہیں، ارشاد ہوتا ہے :۔

۱۔ قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ۔ (پارہ ۹۔ اعراف۔ رکوع ۲۳)	آپ کہہ دیجئے کہ میں خود اپنی ذات کیلئے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی نقصان کا، مگر جو چاہے اللہ۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے :۔

۲۔ قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ (یونس ع۵)	آپ کہہ دیجئے کہ میں اپنی ذات کے لئے کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہوں نہ کسی نفع کا۔ مگر جو چاہے اللہ۔

۱۔ خاتم المفسرین علامہ آلوسی رحمۃ اللہ رقمطراز ہیں کہ:۔

استثناء منقطع عند جمیع ای و لکن ما شاء اللہ تعالیٰ کائن [1] یعنی سب کے نزدیک استثناء منقطع ہے، یعنی میں اپنی ذات کے لئے نفع و ضرر کا اختیار نہیں رکھتا) لیکن جو اللہ چاہے وہی ہوگا۔

۲۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی (متوفی ۷۱۰ھ) اپنی تفسیر مدارک التنزیل میں رقمطراز ہیں:۔ ....

قُل یا محمد اِنِّیْ لَا اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا مِنْ مَرَضٍ اَوْ فَقْرٍ وَلَا نَفْعًا مِنْ صِحَّۃٍ اَوْ غِنًی اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ استثنا منقطع ای ولکن ما شاء اللہ من ذالک کائن [2]

اے محمد کہہ دیجئے بلاشک و شبہ میں اپنی جان کے لئے بھی مرض و فقر وغیرہ ضرر اور صحت و مالداری وغیرہ نفع کا اختیار نہیں رکھتا۔ مگر جو اللہ چاہے، یہ استثناء منقطع ہے یعنی ولیکن جو اللہ چاہے وہی ہوگا۔

۳۔ قُلْ اِنِّیْ لَا اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا (پارہ ۲۹۔ جن رکوع ۲)

آپ کہیے کہ بلاشبہ میں نہ تمہارے ضرر کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا

جن آیات میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے لئے نفع و ضرر کے اختیار کی نفی کا واضح اعلان فرمایا ہے، ان کے جواب میں بعض کج ذہن و کج بحث یہ حجت پیش کرتے ہیں کہ یہ تو حضورؐ نے اپنی ذات کے لئے فرمایا ہے۔ اپنی ذات کے لئے اختیار نہ ہونا اس کو کہاں لازم ہے کہ آپ کو اپنی امت سے متعلق بھی نفع و ضرر اور سود و زیاں کا کوئی اختیار نہیں، اگر آپ کو اپنے متعلق کوئی اختیار نہیں، لیکن ہمارے ہر قسم کے نفع نقصان کے مالک آپ ہیں، معاذ اللہ۔

کج بحثی کے ساتھ کج بحثی کا تو کوئی علاج نہیں، ورنہ اگر نصیب بھلے ہوں اور انسان کی عاقبت اچھی مقدر ہو تو اس آیت میں نہایت صراحت سے فرما دیا گیا ہے۔ کہ حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی امت کے لئے بھی کسی نفع و نقصان کے مالک و مختار نہیں

[1] روح المعانی" جلد ۱۱ ص ۱۲۰، سورہ یونس۔
[2] مدارک تفسیر آیت قل لا املک لنفسی ضرًّا و لا نفعًا

اقلیم بلاغ وہدایت کے تاجدار کو ہدایت دینے کا اختیار نہیں

گو آپ اقلیم بلاغ و تبلیغ کے تاجدار اور مسندِ رشد وہدایت کے صدر نشین ہیں مگر آپ کو کسی محبوب سے محبوب شخص کو بھی ہدایت (بذاتِ خود) دینے اور راہِ راست پر لانے کا اختیار نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:-

۵- اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ۝ (پارہ ۲۰- سورہ قصص- رکوع ۶)	تحقیق آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ جس کو اللہ چاہیں ہدایت دیتے ہیں، اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتے ہیں۔

تفسیر موضح القرآن میں حضرت شاہ عبد القادر صاحب دہلوی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں:-
"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کے واسطے بہت سعی کی کہ مرتے وقت کلمہ پڑھ لے۔ اس نے قبول نہ کیا اس پر یہ آیت اتری"۔ اس آیت کا شانِ نزول صحیح بخاری کتاب التفسیر سورہ القصص، صحیح مسلم اور ترمذی وغیرہ میں بھی اسی طرح مروی ہے۔

۶- لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ (شروع شعراء)	شاید آپ ان کے ایمان نہ لانے پر (رنج کرتے کرتے) اپنی جان دے دیں گے۔

آپ کے دل میں بنی نوعِ انسان سے محبت و رحمت کا جو بحر و دریا موجزن تھا۔ اس کے طوفان و تلاطم کا تقاضا یہ تھا کہ کوئی بھی کافر و مشرک جہنم میں نہ جائے۔ سب مسلمان ہو کر جنت میں جائیں۔ اسی جوش رحمت اور دردِ محبت سے آپ کی جان پر بن گئی تھی۔ اس سوز و گداز کے اثرات کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے روکا فرمایا کہ اس فکر اور غم میں آپ کی جان نہ نکلے آپ کی جان بڑی قیمتی جان ہے۔

۷- فَاِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَیْهِمْ حَسَرٰتٍ (فاطر ع ۲)	بیشک اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ سو ان پر افسوس کر کے کہیں آپ کی جان نہ جاتی رہے۔

اللہ اللہ! بے اختیاری کی حد ہو گئی کہ سوز و گداز رحمت کے باعث آپ کی جان کے لالے تو پڑ گئے مگر آپ کو ایک مشرک کو بھی ہدایت دینے کا اختیار نہیں

۸۔ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ (پارہ ۴۔ آل عمران۔ ع ۱۳)

آپ کا کچھ اختیار نہیں، اللہ تعالیٰ ان پر توجہ فرمائے یا ان کو عذاب دے، کیونکہ وہ ظالم ہیں۔

جنگِ اُحد میں کفار کے ہاتھوں ستر صحابہؓ شہید ہوئے۔ مشرکین نے ظلم و تعدی میں انتہا کر دی۔ حضورؐ کے چچا حضرت حمزہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ کا وحشیانہ طور پر مثلہ کیا، ناک، کان، ہونٹ کاٹے، پیٹ مبارک چاک کیا۔ جگر نکال کر چبایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم شدید زخمی ہوئے۔ دندان مبارک شہید ہو گیا۔ ابن قمئہ کمینے نے بڑھ کر سر اقدس پر تلوار سے وار کیا۔ جس سے خود کی کڑیاں ٹوٹ کر رخسار مبارک میں گھس گئیں۔ چہرہ پاک مجروح ہوا اور سارا وجود اطہر لہو میں نہا گیا آپ زمین پر گر کر بے ہوش ہو گئے۔ اس وقت کفار نے مشہور کر دیا اِنَّ مُحَمَّدًا قُتِلَ یعنی حضورؐ قتل ہو گئے۔ اس سے اکثر صحابہؓ کے حواس بجا نہ رہے اور ان کے پاؤں اکھڑ گئے اس وقت زبان مبارک سے نکلا وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کا چہرہ زخمی کر دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری، غزوۂ اُحد، باب لَيْسَ لَكَ ...)

۹۔ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (پارہ ۱۰۔ سورہ توبہ ع ۱۰)

آپ ان کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں۔ (اور) اگر آپ ان کے لئے ستر بار بھی استغفار کریں تب بھی اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔

صحیح بخاری اور جامع ترمذی وغیرہ میں حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبَی جب مر گیا تو اس کے بیٹے حضرت عبداللہؓ بن عبداللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے باپ کے کفن کے لئے قمیص کی درخواست کی آپ نے قمیص دے دیا۔ پھر درخواست کی کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں چنانچہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے، حضرت عمرؓ نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ یہ منافق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس پر نماز پڑھنے سے روکا ہے مگر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے اور فرمایا ہے اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا

تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ...... اور اگر میں جانتا کہ میرے ستر سے زیادہ بار استغفار پر اللہ اسے بخش دے گا تو میں ستر سے زیادہ بار بخشش طلب کرتا۔ غرض آپ نے اس کا جنازہ پڑھا۔ صحابہ کرام نے بھی آپ کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی۔ آپ نماز پڑھ کر پھرے ہی تھے کہ آیت نازل ہوئی وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ ... وَهُمْ فٰسِقُوْنَ (صحیح بخاری کتاب التفسیر)

اس کے بعد کفار و منافقین کا جنازہ پڑھنے یا ان کے کفن دفن میں شریک ہونے کی صراحت سے ممانعت کردی گئی ـــــ آپ کی بے اختیاری صاف ظاہر ہے کہ کرتہ بھی دیا، جنازہ بھی پڑھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس لعین رئیس المنافقین کو نہ بخشا اور حضرت کو آئندہ منافقین کا جنازہ پڑھنے سے روک دیا گیا۔

۱۰۔ وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝ (پ۱۰، انفال ع ۸)

اور (اللہ تعالیٰ نے) ان (مسلمانوں) کے دل میں الفت ڈال دی، اگر آپ روئے زمین کا سارا مال خرچ کر ڈالتے۔ (تو بھی) ان کے دلوں میں الفت نہ ڈال سکتے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان میں الفت ڈالدی بیشک وہ زور (قوت) والا حکمت والا ہے۔

اس ارشادِ الٰہی میں جہاں اللہ رب العزت کی صفتِ قدرت و اختیار اور حکمت کا بیان ہے کہ اس نے اپنی قدرت اور اپنی حکمت سے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے افراد کو بھائی بھائی بنا دیا۔ اور ان کے قلوب میں الفت و محبت کے دریا بہا دیئے۔ وہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال بے اختیاری اور عدم قدرت کا بیان ہے کہ دنیا بھر کے خزانے خرچ کر کے بھی آپ قبائل عرب کی بھی دیرینہ عداوتوں اور بغض و کینے مٹا کر ان کو باہم شیر و شکر نہیں فرما سکتے۔

۱۱۔ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ (پارہ ۷۔ انعام۔ ع ۵)

آپ کہہ دیجئے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں، اور نہ میں تمام غیبوں کو جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔

اہل شرک دھوم اعلی الاعلان کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام خزانوں کی چابیاں حضرت کو سنبھال دی ہیں، اور حضرت اللہ کے تمام خزانوں کے مالک و مختار ہیں۔

اَنَا قَاسِمٌ وَ اللّٰہُ یُعطِی کی صحیح حدیث سے غلط استدلال کیا جاتا ہے کہ اللہ نے اپنے سارے خزانے حضورؐ کو عطاء کر دیئے ہیں ان کی تقسیم حضرت کے اختیار میں ہے نیز کہتے ہیں کہ نبی کریمؐ عالم الغیب ہیں، نیز آپ بشر نہیں۔

اس آیت میں ان تینوں عقیدوں کی تغلیط کی گئی ہے اور نہایت واضح طور پر فرما دیا گیا ہے کہ نہ تو اللہ کے خزانوں کے مالک و مختار اور قاسم و مقسم حضورؐ ہیں نہ ہی آپ عالم الغیب ہیں اور نہ ہی آپ کا تعلق نوعِ بشر کے علاوہ کسی اور نوع یعنی ملائکہ سے ہے۔ منصب نبوت کے لئے ان تینوں باتوں کی احتیاج و ضرورت نہیں نہ کسی نبی نے ان میں سے کسی بات کا دعویٰ کیا ہے۔ بخلاف اس کے ہر نبی اللہ نے اپنی بشریت، اپنے عالم الغیب ہونے کی نفی اور عدم اختیار و تصرف کا واضح اعلان فرمایا ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت نوح علیہ السلام قریباً انہی الفاظ میں اپنی قوم سے خطاب فرماتے ہیں، وَلَآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَکٌ (پارہ ۱۲۔ سورہ ہود۔ رکوع ۳)

خلاصہ دوسرے حضرات انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بے بسی و بے اختیاری کے بعد خاص سید الانبیاء امام المرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے اختیاری قرآن کریم میں گیارہ مقامات پر بیان فرمائی گئی ہے۔

مگر یہ نہ سمجھا جائے کہ ان گیارہ مقامات پر حصر ہے۔ پورے قرآن میں اس نوعیت کی بیشتر آیات موجود ہیں۔ مگر احاطہ نہ مقصود ہے نہ آسان،

سنّتِ رسولؐ سے نبی کریمؐ کے ملک و اختیار کی نفی

قرآن کریم کتاب اللہ کے بعد سنّتِ رسولؐ احادیث نبویہؐ میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عدم قدرت و بے اختیاری کے بے شمار واقعات موجود ہیں۔ سب کا احاطہ مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ صرف چند ارشادات درج ذیل ہیں:۔

۱۔ لَا اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ شَیْئًا حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب اللہ نے وَاَنْذِرْ عَشِیْرَ

فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ؏۔ اے گروہِ قریش! (تم ایمان لاکر) اپنے آپ کو عذاب سے بچالو میں اللہ کے ہاں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔ اے بنو عبدِ مناف! میں اللہ کے سامنے تمہارے ذرّہ بھر کام نہیں آسکتا، اے عباس بن عبد المطلب میں اللہ کے سامنے ذرّہ بھر تیرے کام نہیں آسکتا۔ اے صفیہ! رسول اللہ کی پھوپھی! میں اللہ کے سامنے ذرّہ بھر تیرے کام نہیں آسکتا،

یا فاطمة بنت محمد سلینی ماشئت من مالی لا اغنی عنكِ من اللّٰہ شیئاً	اور اے فاطمہ بنت محمد! میرے مال میں سے جو چاہے مجھ سے طلب کرے میں اللہ کے مقابلے میں ذرہ بھر تیرے کام نہیں آسکتا

۲۔ لَا اَمْلِكُ لَهٗ وَلَا لِنَفْسِیْ شَیْئًا

حضرت ابو امامہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ اہل مدینہ میں سب سے اوّل مکہ آکر اسلام لانے والے، مدینہ میں سب سے اوّل اسلام کے ساتھ داخل ہونے والے عقبہ کی ہر بیعت میں شامل ہونے والے، انصار کے بارہ نقیبوں میں سے ایک نقیب اور جنت البقیع میں (بقول انصار) سب سے اوّل دفن ہونے والے عظیم المرتبت صحابیٔ رسول تھے۔ انہیں ایک مہلک پھنسی نکلی۔ امام ابن سعد رحمہ اللہ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ ؏۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسعد بن زرارہ کی بیمارپرسی کو تشریف لے گئے انہیں شوکہ (یعنی مہلک پھنسی) تھی، فرمایا۔ قاتل اللّٰہ یھود یقولون لولا دفع عنه ولا املك له ولا لنفسی شیئاً لا یلومونی فی ابی امامته ؏ یعنی اللہ یہود کو ہلاک کرے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو امامہ اسعد بن زرارہ کی تکلیف کیوں نہ دور کردی اور حال یہ ہے کہ نہ تو میں ان کے لئے کوئی اختیار رکھتا ہوں اور نہ ہی اپنے لئے، مجھے تم ان کے بارے میں ملامت نہ کرو۔

۳۔ تَمْلِكُ وَلَا اَمْلِكُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج (مطہرات) کے درمیان تقسیم فرماتے تھے پس عدل فرماتے تھے اور فرمایا کرتے تھے ؏۔

؏ صحیح مسلم، (مشکوٰۃ المصابیح، باب الانذار والتحذیر)

؏ طبقات، جلد ۳ ص ۶۱۰-۶۱۲، استیعاب، ترجمۃ ابو امامہ رضی۔

؏ طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۶۱۰، ذکر حضرت اسعد بن زرارہ۔

اَللّٰهُمَّ هٰذَا قَسْمِي فِيْمَا اَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِيْ فِيْمَا تَمْلِكُ وَلَا اَمْلِكُ۔

(رواہ الترمذی و ابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ والدارمی)

اے اللہ! جو باری نان ونفقہ وغیرہ ظاہری) تقسیم میرے بس میں تھی وہ میں نے کردی، اب جس چیز کا تو مالک ہے میں مالک نہیں تو آپ اس میں میرا مشوا خذہ نہ فرمائیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب النکاح)

حضرت امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یعنی الحبّ المودّۃ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں حضرت طاہرہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی محبت ومودت دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مقابلے میں زیادہ تھی۔ مگر اس پر حضورؐ کا اختیار نہ تھا۔ لہٰذا آپؐ بارگاہ رب العزت میں معذرت کر رہے ہیں۔ تو آپؐ کو اپنے دل کی محبت والفت پر بھی اختیار نہیں، بے اختیاری کی حد ہو گئی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۴۔ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ (استخارہ)

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور امام بخاری رحمہ اللہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں (دعاء) استخارہ کی تعلیم اس طرح دیتے تھے۔ جس طرح ہمیں قرآن کی سورۃ کی تعلیم دیتے تھے۔ فرماتے تھے جب تم میں سے کوئی کسی امر کا ارادہ کرے تو وہ دو رکعت نماز (نفل) پڑھے پھر کہے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ .... رواہ البخاری۔ [1]

الٰہی! میں تیرے علم کے واسطے سے تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے واسطے سے تجھ سے قوت طلب کرتا ہوں اور تیرے فضل عظیم سے آپ سے سوال کرتا ہوں بلاشبہ آپ قدرت رکھتے ہیں اور میں طاقت نہیں رکھتا اور آپ کو علم ہے اور میں علم نہیں رکھتا اور آپ علام الغیوب ہیں۔

خود فرمایئے! کس قدر صراحت کے ساتھ قدرت واختیار اور علم غیب کو اللہ رب العزت کے لئے خاص فرما رہے ہیں اور اپنی ذات اور ہر شخص سے ان دونوں صفات ربانی کی نفی کی جا رہی ہے۔

[1] مشکوٰۃ المصابیح، باب التطوع [illegible]

۵- اپنی موت وحیات پر اختیار نہیں

اسی طرح آپ کی ایک اور دعا ایسی آیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَیْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَی الْخَلْقِ اَحْیِنِیْ مَا عَلِمْتَ الْحَیٰوۃَ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاۃَ خَیْرًا لِّیْ .... رواہ النسائی

الٰہی! اپنے علم غیب اور مخلوق پر اپنی قدرت کے واسطے سے مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک تیرے علم میں میری زندگی میرے لئے خیر ہو اور مجھے وفات دے، جب تیرے علم میں وفات میرے لئے بہتر ہو۔

اس حدیث سے جہاں علم غیب اور قدرتِ کاملہ کا خاصۂ خدا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ وہاں اپنے لئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے علم کی نفی فرما رہے ہیں نیز یہ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ موت وحیات اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حیات و وفات کا بھی اختیار نہیں۔

۶- ایک قطرۂ بارش پر اختیار نہیں

حضرت انسؓ فرماتے ہیں عہد رسالت میں لوگوں کو قحط پیش آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ ایک دیہاتی نے کھڑا ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ مویشی ہلاک ہو گئے، بال بچے بھوکے ہیں، فَادْعُ اللّٰہَ لَنَا آپ ہمارے لئے اللہ سے (بارش کی) دعا فرمائیے، چنانچہ آپ نے (دعا کے لئے) دونوں ہاتھ اٹھا لئے اس وقت آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا نہیں تھا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے حضرت نے اپنے ہاتھ نہیں گرائے حَتّٰی ثَارَ السَّحَابُ اَمْثَالَ الْجِبَالِ یہاں تک کہ بادل پہاڑوں کی طرح گھر آیا پھر آپ منبر سے نہیں اترے حَتّٰی رَأَیْتُ الْمَطَرَ یَتَحَادَرُ عَلٰی لِحْیَتِہٖ۔ یہاں تک کہ میں نے آپ کی داڑھی مبارک سے بارش کا پانی گرتے دیکھا۔ پھر ہم پر اس دن دوسرے دن تیسرے دن حتیٰ کہ دوسرے جمعہ تک بارش برستی رہی۔ (جمعہ میں) وہی دیہاتی یا کوئی اور صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مکان گر گئے، مال غرق ہو گیا۔ آپ ہمارے لئے اللہ سے دعا فرمائیے فَادْعُ اللّٰہَ لَنَا۔ چنانچہ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا ..... الٰہی! ہمارے گرد و نواح میں برسائیو! اب ہم پر نہ برسائیو! یہ کہہ کر آپ بادل کی طرف اشارہ فرماتے تھے تو بادل پھٹتا جاتا تھا

یہاں تک کہ مدینے کی فضا پر بادل کا نام و نشان باقی نہ رہا۔ مگر وادی میں مہینہ بھر پانی بہتا رہا۔ نواحی علاقہ سے جو بھی آدمی آتا تھا وہ شدید بارش کی خبر دیتا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (حضرت کی دعا کے بعد) بادل ختم ہو گیا اور ہم (مسجد سے) نکلے تو دھوپ میں چلے صحیح بخاری، صحیح مسلم (مشکوٰۃ المصابیح باب فی المعجزات)

اللہ اللہ! دو قطرے پانی کی ضرورت ہے تو صحابی رضی اللہ عنہ درخواست کرتا ہے کہ فَادْعُ اللّٰہَ لَنَا آپ ہمارے لئے اللہ سے اس کی دعا فرمائیں۔ اور اگر بارش رکوانی ہے تو بھی عرض کرتے ہیں آپ ہمارے لئے اللہ سے دعا کریں۔ اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال ہے کہ پانی کے قطروں کے لئے بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہو جاتے ہیں۔ اور پھر بھی بارش ختم کرانی ہے تو بھی رب قادر و قدیر کی بارگاہ قدس میں دستِ سوال دراز کر کے دعا کرتے ہیں اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا محبوب رب العالمین کی شانِ محبوبیت و مقبولیت کا کمال ملاحظہ ہو کہ اگر آپ مطلق بارش کی دعا کرتے ہیں اور وقت کی تعیین نہیں کرتے تو اللہ رب العزت بھی وقت کی تعیین نہیں فرماتے اور آٹھ دن لگاتار رات دن بارش برسائے جاتے ہیں لیکن، بایں ہمہ بے اختیاری و بے بسی کا حال یہ ہے کہ بارش کے قطرے مانگتے ہیں تو اسی ذات قادر سے! اور بارش ختم کرنے کا سوال کرتے ہیں تو اسی رب قدیر سے!

۷۔ اَنْتَ الْغَنِیُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ اسی طرح ایک اور حدیث پاک میں اللہ رب العزت کے لئے قدرت و اختیار اور اپنے لئے فقر و بے اختیاری بیان فرمائی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بارش نہ ہونے کی شکایت کی چنانچہ آپ نے حکم دیا اور منبر عیدگاہ میں رکھ دیا گیا۔ آپ نے منبر پر بیٹھ کر اللہ کی تکبیر اور حمد بیان کی پھر فرمایا۔

الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم ملک یوم الدین۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ، اَنْتَ الْغَنِیُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ	اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں نہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ الٰہی تو اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو بے نیاز ہے اور ہم محتاج ہیں

اس کے بعد آپ نے بارش کے لئے دعا فرمائی ..... پھر آپ نے منبر سے اتر کر دو رکعت نماز پڑھی، پس اللہ نے بادل بھیج دیا بجلی کڑکی اور چمکی پھر اللہ کے حکم سے

بارش شروع ہوگئی پس آپ اپنی مسجد (نبوی) تک واپس نہیں پہنچے تھے کہ نالے بہنے لگے، جب آپ نے لوگوں کو جلدی سے مکانوں کو جاتے دیکھا تو آپ خوب ہنسے، اور فرمایا۔

اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَاَنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ۔	میں گواہی دیتا ہوں کہ بالیقین اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور بیشک میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

رواہ ابوداؤد۔ (مشکوٰۃ المصابیح باب الاستسقاء)

سب خزانوں کا مالک اللہ ہی ہے

لوگ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے خزانوں کا مالک قرار دیتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت کو خیر و شر کے تمام خزانوں کا مالک قرار دیتے ہیں دعا کرتے ہیں۔

۸۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ خَزَائِنُهٗ بِيَدِكَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ شَرٍّ خَزَائِنُهٗ بِيَدِكَ۔	الٰہی! میں تجھ سے ہر بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس کے خزانے تیرے قبضہ میں ہیں اور میں ہر برائی سے تیری پناہ

چاہتا ہوں جس کے خزانے تیرے پاس ہیں۔ (مستدرک حاکم جلد اول ص ۵۲۵۔)

۹۔ معطی اللہ ہے اور حضرت قاسم

بروایت حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا اُعْطِيْكُمْ وَلَا اَمْنَعُكُمْ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ اَضَعُ حَيْثُ اُمِرْتُ	نہ تو میں تمہیں اپنی طرف سے کچھ دیتا ہوں اور نہ روکتا ہوں، میں تو صرف ایک تقسیم کرنے والا ہوں۔ جہاں مجھے (اللہ تعالیٰ

رواہ البخاری۔ (مشکوٰۃ المصابیح باب رزق الولاۃ)

کا) حکم ہوتا ہے وہاں رکھ دیتا ہوں۔

سبحان اللہ! توحید کی حقیقت کتنی عمیق سمجھائی جا رہی ہے کہ گو بظاہر مال و دولت آپ دے رہے ہیں، مگر ساتھ ہی فرما رہے ہیں کہ یہ منع و اعطاء درحقیقت من جانب اللہ ہے، میں تو صرف ایک واسطہ ہوں۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے دے دیتا ہوں اور جہاں اللہ نہ دینے کا حکم دیتا ہے۔ نہیں دیتا۔ تو رسولؐ کی حیثیت صرف واسطہ و وسیلہ کی ہے حقیقت میں معطی و مانع ذات پاک رب العزت ہے۔

۱۰۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ۔ متفق علیہ ۔۔۔۔۔ [1]	اللہ تعالیٰ جس کے متعلق بہتری کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کا فہم عطا فرماتے ہیں، اور میں تو صرف تعلیم کرنے والا

ہوں، دینے والا اللہ ہے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

مال و دولت کی طرح علم و فہم بھی اللہ تعالیٰ عطاء فرماتے ہیں۔ رسول کریمؐ تو صرف قاسم ہیں وہ تو اپنی ساری امت کو وحی الٰہی کی برابر تبلیغ فرما دیتے ہیں۔ اگر مراتب علم و فضل میں کوئی فرق ہے، کوئی زیادہ عالم و فاضل ہے فقیہہ و مجتہد ہے کوئی کم اور یہ

خدا کی دین ہے وہ جس کی بہتری چاہتے ہیں اسے دین و علم کا فہم و فقہ دے دیتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی صاحب مشکوٰۃ کی طرح اس حدیث کو اپنی صحیح کے اندر کتاب العلم میں روایت کیا ہے اس سے بھی اسی حقیقت پر دلالت ہوتی ہے اور حدیث شریف کے سیاق سے بھی صاف ظاہر ہے کہ یہاں دین کا علم و فہم مراد ہے اللہ تعالیٰ جس کے متعلق بہتری چاہتے ہیں اسے دین کی سمجھ اور فقہ عطا فرما دیتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں، دیتے اللہ ہیں، میں تو صرف بانٹتا ہوں، یعنی میں تو صرف قرآن و حدیث بیان کر کے علم تقسیم کرتا ہوں باقی رہی اس کی سمجھ، سو وہ جتنی خدا چاہتا ہے۔ دیتا ہے۔

یار لوگوں نے اس حدیث پاک سے الٹا نبی کریمؐ کا تصرف و اختیار ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ اہل علم و نظر کے نزدیک تو اس ارشاد رسولؐ سے خود آپ کے ملک و اختیار کی نفی واضح ہے چنانچہ شیخ الاسلام علامہ انور شاہ صاحب کاشمیری رحمہ اللہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول نقل فرماتے ہیں۔

اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ عَلَیْھِمُ السلام لَا یَمْلِکُوْنَ شَیْئًا حَالَ حَیٰوتِھِمْ کَمَا اَنَّھُمْ لَا مِلْکَ لَھُمْ بَعْدَ وَفَاتِھِمْ وَاسْتَدَلَّ بِھٰذَا	بالیقین حضرات انبیاء علیہم السلام زندگی میں بھی کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے جیسا کہ ان کی وفات کے بعد ان کا کوئی اختیار

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم

اَلْحَدِيْثَ وَقَالَ اَنَّهُ قَاسِمٌ لَا غَيْرَ وَلَا مِلْكَ لَهُ اَصْلاً۔ [1] | نہیں، اور انہوں (یعنی شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) نے اسی حدیث (اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي) سے استدلال کیا ہے اور کہا کہ آپ صرف قاسم ہیں۔ اور ملک و اختیار آپ کا بالکل نہیں۔

مجھے اللہ بچائے گا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف ایک غزوہ میں گئے واپسی پر دوپہر کے وقت ایک وادی میں پہنچے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نزول اجلال فرمایا، لوگ سایہ دار درختوں کے نیچے اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کیکر کے درخت کے نیچے فروکش ہو گئے۔ اور اپنی تلوار درخت کے ساتھ لٹکا دی، ہم سوئے ہی تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بلایا اور ایک گنوار شخص آپ کے پاس موجود تھا۔ آپ نے فرمایا میں سو رہا تھا کہ اس شخص نے میری تلوار کھینچ لی، میں جاگ اٹھا (دیکھا) تو تلوار اس کے ہاتھ میں بے نیام تھی، اس نے کہا مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ۔ یعنی اب آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا اللہ تین بار فرمایا، اس کے بعد آپ بیٹھ گئے اور اس شخص سے کوئی انتقام نہ لیا، (صحیح بخاری، صحیح مسلم) ابوبکر اسمٰعیلی نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے، اس نے کہا آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ تو آپ نے کہا اللہ! (یہ جواب سن کر ہیبت کی وجہ سے) اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی[2]۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار اٹھالی، اور فرمایا اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ ... کتاب الحمیدی اور ریاض (یعنی ریاض الصالحین للنووی) میں اسی طرح ہے [3]

---

[1] "فیض الباری" جلد اول ص ۱۱، "فیض الباری" چار جلدوں میں صحیح بخاری کی شرح ہے۔ امام العصر شیخ الاسلام حضرت انور شاہ رحمہ اللہ کی تقریر ہے اور املا حضرت مولانا بدر عالم رحمہ اللہ کی۔

[2] صاحب "روح المعانی" نے جو روایت نقل کی ہے اس میں ہے کہ وہ دشمن خدا منہ کے بل گر پڑا وانجب عدوالله تعالیٰ لوجهه ...... (تفسیر روح المعانی، سورہ نساء آیت وخذوا حذرکم

[3] "مشکوٰۃ المصابیح" باب التوکل والصبر۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے اختیاری ظاہر ہے کہ اپنا بچاؤ اور تحفظ بھی آپ نہیں فرما سکتے۔ آپ کی حفاظت اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور دشمنوں سے اللہ ہی آپ کو بچاتے ہیں

۱۲۔ افتقر الی اللہ

رزین (متوفی ۵۲۰ھ) نے روایت کی ہے کہ مسجد نبوی کی تعمیر میں حضورؐ بھی صحابہؓ کے ساتھ اینٹیں وغیرہ اُٹھا رہے تھے، چنانچہ آپ کے ہاتھ میں اینٹ تھی، ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ مجھے دے دیجئے آپ نے فرمایا۔

اِذْهَبْ فَخُذْ غَيْرَهَا فَلَسْتَ بِاَفْقَرَ اِلَى اللّٰهِ مِنِّيْ ....[1]	جاؤ تم دوسری اینٹ اٹھا لاؤ، تو مجھ سے زیادہ اللہ کا محتاج نہیں ہے۔

سبحان اللہ! رحمۃ للعالمینؐ ہیں، امام المرسلینؐ ہیں، سید الاولین والآخرینؐ ہیں مگر رب العزت کے اسی طرح محتاج ہیں جس طرح کوئی دوسرا، تو کیا افتقر و محتاج بھی مختار کل ہو سکتا ہے؟

۱۳۔ دعا

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت بارگاہ رب العزت میں طالب دعاء رہتے تھے، اسی کتاب کے گزشتہ صفحات میں آپؐ کی دعاؤں کا کچھ حال آپ کو معلوم ہو چکا ہے۔ ہر وقت دعا۔ صبح وشام، رات دن دعا۔ سوتے جاگتے، اُٹھتے بیٹھتے اللہ سے دعا۔ سفر پر جاتے، گھر سے نکلتے، واپس آتے دعا۔ وضو اور نماز کے بعد دعاء۔ نماز کے اندر دعاء۔ باہر دعا۔ ہر وقت، ہر مجلس میں خلوت وجلوت میں اللہ سے دعاء حتیٰ کہ بیت الخلاء جاتے اور نکلتے دعا۔ غرض آپ کی پوری حیاتِ طیبہ کا طول وعرض دعا تھا۔ اور یہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں کہ دعا کی اصل واساس ہی دعا کرنے والے کی بے اختیاری ہے۔ مجبوری ولاچاری ہے۔ اگر اختیار و اقتدار ہو تو دعا کی ضرورت ہی کیا ہے اور جب ہر وقت دستِ طلب ودعاء دراز ہے تو اختیار کہاں؟ دعاء تو نام ہی اختیار کی نفی کا ہے۔

---

[1] وفاء الوفاء جزء اول ص ۳۴۳، وفاء الوفا۔ تاریخ مدینہ طیبہ پر علامہ سمہودیؒ کی چار جلدوں پر مشتمل بے نظیر کتاب ہے۔ علامہ نور الدین علی بن احمد السمہودی المصری المدنی رحمہ اللہ مدینہ طیبہ کے مفتی مدرس اور مورخ تھے۔ ۹۱۱ھ میں وفات پائی۔

۱۴۔ شفاعت شفاعت کے معنی ہیں سفارش، کسی کو کسی کے لئے سفارش کرنا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ و ایمان ہے۔ قیامت میں سب سے پہلے آپ ہی شفاعت فرمائیں گے، اور شفاعت کی حقیقت ہے بے اختیاری۔ اگر مجھے کسی بات کا خود اختیار ہے تو میں اس کے متعلق کسی دوسرے کو سفارش کیوں کروں گا۔ وہ کام خود ہی کیوں نہ کر لوں گا۔ تو شفاعت کا منشاء بے بسی و بے اختیاری ہے۔ اگر نبی کریم کی شفاعت مسلّم ہے تو آپ کی بے اختیاری کو تسلیم کرنا ہی پڑے گا۔ اور اگر آپ کے مختارِ کل ہونے کا پختہ یقین ہے تو شفاعت کا انکار لازم آئے گا، شفاعت نام ہی اختیار کی نفی کا ہے۔ اگر شفاعت ہے تو اختیار کہاں؟

خلاصہ قرآن کریم میں ۱۱ مقامات پر اور سنتِ رسول سے ۱۴ مقامات پر کل ۲۵ بار ثابت ہے کہ نبی کریم امام المرسلین کو نفع و نقصان کا ملک و اختیار حاصل نہیں تھا۔ کیا بے بسی و بے اختیاری کے ان پچیس شواہد و نصوص کے بعد بھی آپ کے مختارِ کل ہونے کا ادعاء باطل برابر جاری رہے گا؟ پھر قرآن کریم کے دس مقامات سے دوسرے حضرات انبیاء علیہم السلام کی بے اختیاری ثابت ہو چکی ہے۔ امام المرسلین سید الانبیاء سمیت تمام حضرات انبیاء علیہم السلام کی پینتیس نصوص کتاب و سنت سے مطلق بے اختیاری ثابت

سنّتِ رسولؐ سے کُل اختیار و قدرت خاصّۂ خدا ہونے

اور غیر اللہ کے اختیار کی مطلق نفی کا بیان!

کتاب اللہ کے بعد سنتِ رسولؐ سے بھی یہی ثابت ہے کہ قدرتِ کاملہ و اختیارِ کلیہ خاصّۂ خدا ہے۔ احادیثِ نبویؐ میں نہایت صراحت و تکرار کے ساتھ اس حقیقت کو واضح فرمایا گیا ہے، اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطور وظیفہ خود بھی اس

سلہ ۲۵ ان پر حصر نہیں، نہ حصر مقصود ہے اور نہ ہی یہ کوئی آسان کام ہے۔

قسم کے الفاظ عموماً پڑھا کرتے تھے اور اپنے اہل وعیال اور اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو بھی ان وظائف کی تعلیم فرمایا کرتے تھے۔ مثلاً :۔

حضرتؐ کا ہر نماز کے بعد کا وظیفہ

۱۔ بروایت حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ پڑھتے تھے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔ (متفق علیہ) [1]	اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی سلطنت ہے اور تعریف بھی اسی کی ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، الٰہی! جو تو عطاء فرمائے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو تو نہ دے

وہ کوئی نہیں دے سکتا، اور تیرے سامنے کسی دولت والے کو اس کی دولت نفع نہیں دے سکتی۔ (یا تیری بارگاہ میں کسی عزت والے کو اس کی عزت کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی)

ایک مرد مومن حضرتؐ کی سنت کے اتباع میں ان صفاتِ ربانی کو آٹھ پہر میں پانچ وقت دہراتا ہے کہ جب اس کے سوا معبود کوئی نہیں اور جب ملک و بادشاہی اسی کی ہے تو منع و اعطاء کی دو صفتوں میں بھی وہ واحد و لاشریک ہے وہی دینے والا ہے اور وہی نہ دینے والا۔ وہ دینا چاہے تو کوئی روک نہیں سکتا۔ اور وہ نہ دے تو کوئی دے نہیں سکتا۔

اللہ رب العزت کے اقتدار و اختیار کا اثبات اور غیر اللہ کے اختیار کی نفی کا کیا مؤثر انداز ہے۔

صبح و شام کا وظیفہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے صبح و شام کا ورد وظیفہ فرمایا ہے:۔

۲۔ بعض بنات النبیؐ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں تعلیم دیتے تھے کہ صبح و شام کہا کریں۔

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح، باب الذکر بعد الصلوٰۃ۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَاءْ لَمْ یَکُنْ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا

اللہ پاک ہے اور تعریف اسی کی ہے اور اللہ کے سوا کسی کو کوئی زور و قوت نہیں جو اللہ چاہے وہی ہوگا اور جو وہ نہ چاہے وہ نہ ہوگا میں جانتا ہوں کہ بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور بیشک اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔

فرمایا جو شخص صبح کو یہ کہے وہ شام تک محفوظ رہتا ہے اور جو شام کو یہ کہے وہ صبح تک محفوظ رہتا ہے اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ [۱]

تو مسلمان کا صبح و شام کا وظیفہ یہی ہے کہ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اللہ رب العزت ہے۔ اور علم کل وعلم محیط و بسیط بھی اسی کی شان ہے۔

دن بھر میں سو بار

۳۔ بروایت حضرت ابوہریرۃؓ ارشاد فرمایا، جس نے دن میں سو بار پڑھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ اور اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کی سو برائیاں مٹا دی جاتی ہیں اور یہ سارا دن اس کے لئے شیطان سے بچاؤ کا ذریعہ ہے، یہاں تک کہ شام ہو جائے وَلَمْ یَاْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِہٖ اِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ اَکْثَرَ مِنْہُ۔ متفق علیہ [۲] اور اس سے کوئی شخص بہتر عمل لے کر نہیں آئے گا مگر وہ شخص جس نے ان کلمات کو اس سے بھی زیادہ پڑھا۔

سبحان اللہ! صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی متفق علیہ حدیث پاک میں اللہ تعالیٰ کی ان خاص صفات کا ورد و وظیفہ کرنے والے کے لئے کتنا اجر و ثواب ہے۔

۴۔ اور حضرت ابوعیاشؓ کی روایت میں ہے فرمایا، جس نے صبح کو کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اس کے لئے اولادِ اسمٰعیل میں سے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے۔ اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی دس برائیاں گرا دی جائیں گی، اور اس

---

[۱] مشکوٰۃ المصابیح، باب ما یقول عند الصباح والمساء۔
[۲] ” ” ” ثواب التسبیح......

کے دس درجے بڑھا دیئے جائیں گے اور وہ شام تک شیطان سے محفوظ رہے گا اور اگر شام کو یہی کلمات کہے گا تو یہی اجر ملے گا۔ (ابو داؤد۔ ابن ماجہ) [1]

صرف انہی وظائف پر بس نہیں۔ بلکہ اس کتاب کے صفحہ ۱۲۶ تا ۱۳۱ پر چھ (۶) احادیث پاک پیش کی جا چکی ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ مطلقہ سے متعلق اذکار اور ان کے فضائل کا بیان ہے۔ ان احادیث کو ایک بار پھر ملاحظہ فرما لیا جائے۔

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

اسلام کا تیسرا کلمہ تمجید ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ اس کلمہ پاک کا ایک حصہ ہے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ اس کے معنیٰ ہیں۔ نہیں ہے طاقت اور نہ قوت مگر ساتھ اللہ کے، گویا جس مضمون کو قرآن کریم میں عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ سے بیان فرمایا گیا ہے نہ صرف اس مضمون کو حدیث پاک لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ میں بیان فرمایا گیا ہے۔ بلکہ غیر اللہ سے قدرت و طاقت کی نفی مستزاد ہے۔ قدرت و طاقت اور قوت کا سرچشمہ صرف ذات پاک رب العزت ہے۔ اللہ کے سوا نہ تو کسی کو قدرت و طاقت حاصل ہے نہ قوت، تو اس انداز اور ان الفاظ میں بھی قدرت و اختیار کو اللہ تعالیٰ کا حق ثابت کیا گیا ہے۔ اور غیر اللہ کے اختیار کی مطلقاً نفی کی گئی ہے۔ اب دیکھئے یہ انداز و الفاظ بھی نبی کریم کے وظائف میں شامل ہیں۔

گھر سے باہر نکلتے وقت کا وظیفہ

۵۔ بروایت حضرت ابوہریرۃؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر سے باہر نکلتے تھے تو یہ کہتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ التُّكْلَانُ عَلَى اللّٰهِ۔ [2]	اللہ کے نام کے ساتھ، اور قدرت و طاقت سوائے اللہ کے نہیں ہے اور اللہ کے سپرد ہوں۔

۶۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی شخص اپنے گھر سے نکلے اور کہے۔

[1] مشکوٰۃ باب مایقول عند الصباح والمساء۔ [2] ابن ماجہ باب مایدعو به الرجل اذا خرج...

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ | اللہ کے نام کے ساتھ، میں اللہ پر توکل کرتا ہوں قدرت اور طاقت وقوت اللہ کے سوا نہیں ہے۔

تو (بذریعہ فرشتہ) اسے جواب دیا جاتا ہے تو ہدایت دیا گیا۔ اور کفایت کیا گیا اور تو محفوظ ہو گیا ...... (ابو داؤد، ترمذی) [1]

ہر وقت کا وظیفہ

نہ صرف گھر سے نکلتے وقت بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہر وقت کا وظیفہ قرار دیا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے فرمایا۔

۷- اَكْثِرْ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ رواہ الترمذی | لاحول ولا قوۃ .. کثرت سے پڑھا کرو۔ یہ جنت کا خزانہ ہے۔

۸- حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے عبد اللہ بن قیس! کیا میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کی خبر نہ دوں میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ، فرمایا،

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ متفق علیہ [2]

۹- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کہا، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

كُفِّرَتْ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ وَاِنْ كَانَتْ اَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ۔ [4] | اس کے گناہ معاف کر دیئے گو سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں۔

۱۰- بروایت ابوہریرہؓ ارشاد فرمایا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ دَوَاءٌ مِنْ تِسْعَةٍ وَتِسْعِيْنَ دَاءً اَيْسَرُهَا الْهَمُّ۔ | لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ ننانوے ۹۹ بیماریوں کی دوا ہے جن میں سے معمولی غم والم ہے۔

۱۱- انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھے وہ کلمہ نہ بتلاؤں،

---

[1] مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات، [2] مشکوٰۃ باب ثواب التسبیح ......

[3] مشکوٰۃ المصابیح، باب ثواب التسبیح۔ [4] مستدرک حاکم، جلد اول ص ۵۰۳ کتاب الدعاء

پہنچا سکتی ہے۔ نہ نقصان، نفع نقصان پہنچانا یہ صرف خاصۂ خدا ہے۔ غیر اللہ کے اختیار و اقتدار کی نفی کا اس سے بہتر انداز اور کون سا ہو سکتا ہے؟

۱۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی دعا مانگے تو عزم کے ساتھ دعا مانگے۔

إِنَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَلَا مُكْرِهَ لَهُ۔ بالیقین وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اس پر زبردستی کرنے والا کوئی نہیں، (صحیح بخاری) [1]

ساری دنیا پر اس کی مشیئت و قدرت غالب ہے۔ کسی کی کیا مجال ہے جو اس قادر مطلق پر دباؤ ڈال سکے۔ زبردستی کر سکے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ

تو کتاب اللہ کے ساتھ سنتِ رسول سے بھی اسی حقیقت کا واضح اثبات ہوا کہ قدرت و اختیار خاصۂ خدا ہے۔ نفع نقصان کا مالک واحد اللہ تعالیٰ ہے اور اللہ کے سوا کسی کو بھی نفع نقصان کا قطعاً کوئی اختیار نہیں۔

آثار صحابہؓ و اقوالِ سلف

کتاب و سنت کے بعد اب حضرات صحابہؓ و کبار اولیاء کے آثار و اقوال سے اللہ رب العزت کے لئے اختیار و قدرت کا اثبات اور غیر اللہ کے لئے اس کی مطلق نفی ملاحظہ ہو۔

حجرِ اسود سے حضرت عمرؓ کا خطاب!

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما وغیرہم سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ اور (حجر اسود سے) فرمایا۔

إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ۔ (متفق علیہ) [2]

میں خوب جانتا ہوں کہ تو صرف ایک پتھر ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔

---

[1] ترجمان السنۃ جلد دوم حدیث نمبر ۶۳۹۔

[2] مشکوٰۃ المصابیح باب دخول المکۃ والطواف نیز موطا امام مالک باب تقبیل الرکن الاسود، ابوداؤد باب فی تقبیل الحجر اور ترمذی باب فی تقبیل الرکن میں بھی یہ روایت ہے۔

من تحت العرش من کنز الجنۃ لا حول ولا قوۃ الا باللہ ۔ رواھما البیہقی فی الدعوات الکبیر ۔۔۔ [1]

جو تحت العرش جنت کا خزانہ ہے (وہ عرشی وجنتی خزانہ ہے) لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۔ ان دونوں روایتوں کو بیہقی نے روایت کیا ہے ۔

صبح وشام گھر سے نکلتے وقت ، اور ہر وقت کا وظیفہ ، جنت کا اور تحت العرش خزانہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ہے ۔ اس کی عظمت کا سارا راز اسی میں مضمر ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اثبات اور غیر اللہ کے اختیار کی نفی ہے ۔

اللہ کے حکم کے خلاف ساری دنیا مل کر نفع نقصان نہیں دے سکتی !

۱۲ ۔ حضرت ابن عباس رضی سے روایت ہے فرمایا ۔ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار تھا ۔ آپ نے مجھے فرمایا ۔

اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت کر ، اللہ (دارین میں) تمہاری حفاظت کریگا اور جب بھی تو سوال کرے اللہ سے سوال کر ۔ اور جب تو مدد طلب کرے تو اللہ سے مدد طلب کر ۔

وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّۃَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَّنْفَعُوْکَ بِشَیْءٍ لَمْ یَنْفَعُوْکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ لَکَ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی اَنْ یَّضُرُّوْکَ بِشَیْءٍ لَمْ یَضُرُّوْکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ عَلَیْکَ

اور جان لے کہ اگر سب لوگ جمع ہو کر تجھے کوئی نفع دینا چاہیں تو نہیں دے سکتے سوائے اس کے جو کچھ اللہ نے تیرے لئے مقدر کر دیا ہے ۔ اور اگر سب تجھے نقصان پہنچانے پر جمع ہو جائیں تو تجھے نقصان نہیں پہنچا سکتے سوائے اس کے جو اللہ نے تیرے مقدر کر دیا ہے ۔

(تقدیر کے قلم لکھ چکے اور رجسٹر خشک ہو چکے) ، رواہ احمد والترمذی [2]

سبحان اللہ ! سوال کرنا ، دعا کرنا ۔ مدد طلب کرنا یہ اللہ ہی کی ذات سے لازم ہے ساری دنیا مل کر بھی اللہ کی مشیت اور تقدیر الٰہی کے خلاف کسی کو نہ تو کوئی فائدہ ہ

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح ، باب ثواب التسبیح

[2] مشکوٰۃ المصابیح ، باب التوکل والصبر

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے بحوالہ دار قطنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ [1]

ایک عظیم و معظم پتھر ہے۔ شعائر میں داخل ہے۔ اسے بوسہ دینا سنتِ ثابتہ و معمولِ صحابہؓ و امت ہے مگر حضرات شیخینؓ اس کے نافع و ضار ہونے کی نفی فرما رہے ہیں تاکہ کل کوئی اس کی عظمت کی وجہ سے اسے نفع نقصان کا مالک نہ سمجھنے لگ جائے۔

حضرت محبوب سبحانی کا ارشاد

سرخیل صلحاء امت امام الاولیاء سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔ اور کیا خوب فرماتے ہیں۔ اور الفاظ ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے کس درجہ مشابہ ہیں:۔

۱۔ وَاِنَّ الْخَلَائِقَ لَوْ جَهَدُوْا اَنْ يَّنْفَعُوا الْمَرْءَ بِمَا لَمْ يَقْضِهِ اللهُ تَعَالٰى لَمْ يَقْدِرُوْا عَلَيْهِ وَلَوْ جَهَدُوْا اَنْ يَّضُرُّوْهُ بِمَا لَمْ يَقْضِهِ اللهُ تَعَالٰى لَمْ يَسْتَطِيْعُوْا كَمَا وَرَدَ فِيْ خَبَرِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَالَ تَعَالٰى وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ الْاٰيَة [2]

۲۔ آپ کی مرض وفات میں آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالوہاب رحمہ اللہ نے آپ سے وصیت کی استدعا کی تو فرمایا:۔

۲۔ عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا تَخَفْ اَحَدًا سِوَى اللهِ وَلَا تَرْجُ اَحَدًا سِوَى اللهِ وَكِلِ الْحَوَائِجَ اِلَى اللهِ وَلَا تَعْتَمِدْ اِلَّا عَلَيْهِ وَاطْلُبْهَا جَمِيْعًا مِنْهُ تَعَالٰى وَلَا تَثِقْ بِاَحَدٍ غَيْرِ اللهِ سُبْحَانَهٗ خُذِ التَّوْحِيْدَ التَّوْحِيْدُ اِجْمَاعُ الْكُلِّ۔ [3]	اپنے اوپر خدا کے تقویٰ کو لازم رکھو اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کھاؤ نہ کسی سے امید رکھو تمام حاجتیں اللہ کو سونپ دو اس کے سوا کسی پر تکیہ نہ کرو، سب کچھ اسی سے طلب کرو۔ اور اللہ سبحانہٗ کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کرو۔ توحید پر

قائم رہو کہ توحید پر سب کا اجماع ہے۔

شیخ المشائخ ایک اور موقع پر رقمطراز ہیں:۔

---

[1] "تاریخ الخلفاء" فصل فیما روی عن ابی بکرؓ [2] "غنیۃ الطالبین" جلد اول فصل بیان مذاہب

[3] تکملہ "فتوح الغیب"۔

۳۔ لَا یَمْلِکُ مَعَهٗ تَعَالٰی فِی مُلْکِهٖ اَحَدٌ شَیْئًا لَا ضَارٌّ وَلَا نَافِعٌ وَلَا دَافِعٌ وَلَا جَالِبٌ وَلَا مُسْقِمٌ وَلَا مُبْلِیْ وَلَا مُعَافِیْ وَلَا مُبْرِیُٔ غَیْرُہٗ فَلَا تَشْتَغِلْ بِالْخَلْقِ لَا فِی الظَّاهِرِ وَلَا فِی الْبَاطِنِ فَاِنَّهُمْ لَمْ یُغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا۔ [1]

اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے ملک و اختیار میں کسی کا بھی کوئی حصہ نہیں اللہ کے سوا نہ کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے نہ کوئی نفع، نہ کوئی تکلیف دفع کرنے والا ہے نہ کوئی بھلائی کرنے والا، نہ کوئی بیمار کرنے والا ہے نہ کوئی آزمائش میں ڈالنے والا اور نہ کوئی صحت دینے والا ہے نہ کوئی نجات دینے والا، لہٰذا مخلوق میں مشغول نہ ہو نہ ظاہراً نہ باطناً، کیونکہ یہ بالیقین اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تیرے کسی کام نہیں آسکتے۔

اللہ اللہ! اقلیم علم و تصوف کے اس تاجدار نے کس زوردار انداز اور مؤثر الفاظ میں اللہ رب العزت کی قدرت و اختیار کے اثبات کے ساتھ ساری مخلوق تمام ماسوی اللہ کے اختیار کی مطلق نفی فرمائی ہے۔

مگر آہ! آج جھوٹے مدعیان تصوف غیر اللہ کے لئے اختیار ثابت کرنے اور انہیں نفع نقصان کا مالک قرار دینے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ مگر ان تاجداران اقلیم ولایت و صدر نشینانِ مسندِ تصوف کے مقابلے میں ان کی بے سند و بے دلیل بات ایک بڑ سے زیادہ کیا حیثیت رکھتی ہے؟

حقیق ۔ ایہ ہے کہ۔

کفار کا عقیدہ تھا کہ بُت نفع نقصان کے مالک ہیں مگر اسلام اس باطل عقیدہ کی نفی کرتا ہے!

سیدنا حضرت ابوبکر رض نے حضرت بلال رض وغیرہ جن سات مظلوم و مقہور اولین سابقین اصحاب رسول ؐ کو خرید کر آزاد فرمایا، ان میں ایک مظلومہ صحابیہ حضرت زنیرہ رض بھی تھیں۔

۱۔ وَاُصِیْبَ بَصَرُهَا حِیْنَ اَعْتَقَهَا فَقَالَتْ قُرَیْشٌ مَا اَذْهَبَ بَصَرَهَا اِلَّا

جب انہیں (خرید کر) آزاد کیا گیا تو ان کی بینائی جاتی رہی، قریش کہنے لگے اس

[1] "فتوح الغیب" مقالہ ۵۹.

اللّٰتُ وَالْعُزّٰی فَقَالَتْ كَذَبُوْا وَبَيْتِ اللّٰهِ مَا تَضُرُّ اللّٰتُ وَالْعُزّٰى وَمَا تَنْفَعَانِ فَرَدَّ اللّٰهُ بَصَرَهَا[1]	کی بینائی لات و عزیٰ نے ختم کر دی ہے، حضرت زنیرہؓ نے فرمایا یہ جھوٹ بکتے ہیں، رب کی قسم! لات و عزیٰ نہ

تو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی نفع! چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی واپس لوٹادی۔

۲ علیٰ ہذا مشرکین مکہ جنگ میں بتوں کو پکارتے تھے۔ غزوۂ اُحد میں فرمایا،

نَادَى الْمُشْرِكُوْنَ بِشِعَارِهِمْ: يَا لَلْعُزّٰى! يَا لَهُبَلَ![2]	مشرکین نے اپنے معمول کے مطابق پکارا اے عزیٰ! اے ھُبل!

اُحد ہی کے دن فتح کے نشے میں مخمور ہو کر ابو سفیان نے ھُبل کی جے پکارتے ہوئے کہا تھا۔

اُعْلُ هُبَلُ اُعْلُ هُبَلُ۔	ہبل کا بول بالا، ہبل کا بول بالا۔

حضورؐ نے فرمایا تم اس کو جواب نہیں دیتے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کن الفاظ سے یا رسول اللہ؟ فرمایا تم کہو:

اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ۔[3]	اللہ ہی سب سے بالا ہے اور اللہ ہی بڑی شان والا ہے۔

اس سلسلہ میں صحابہ کرامؓ کے نادر و حیرت انگیز واقعات اور انکی ایمان افروز کرامات! ہمارے اسلاف کرام

کو اس ایمان و یقین میں — کہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی چیز نفع نقصان نہیں پہنچا سکتی — اس درجہ غلو تھا کہ وہ اشیاء میں ان کی خداداد تاثیر و خاصیت کو بھی خاطر میں نہیں لاتے تھے، اور اپنے اس یقین کامل کی بنا پر مؤثر حقیقی اللہ رب العزت کا نام لے کر سمندر میں کود پڑتے تھے اور نہیں ڈوبتے تھے، آگ کے شعلوں میں ڈالے جاتے تھے اور نہیں جلتے تھے، زہر پھانک لیتے تھے اور نہیں مرتے تھے، رضی اللہ عنہم اجمعین۔

۱۔ خلافتِ صدیقی میں حضرت علاءؓ بن الحضرمی نے بحرین کے مرتدین پر حملہ کر کے انہیں گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا، جو بچ گئے وہ کشتیوں میں سوار ہو کر دارین پہنچ گئے دارین خلیج فارس کا ایک جزیرہ ہے ساحل سے بذریعہ کشتی چوبیس گھنٹوں کی مسافت پر!

حضرت علاءؓ بن الحضرمی نے ان کے تعاقب میں اس جزیرے پر حملہ کا فیصلہ کیا مگر کشتیاں تھی نہیں لہٰذا انہوں نے اپنے لشکر سے خطاب میں فرمایا: "بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے سمندر میں بھی اپنی قدرت دکھا

---

[1] "سیرت ابن ہشام" جلد اول ص ۲۴۰ و "استیعاب" و اصابہ ترجمہ حضرت زنیرہ رضی۔
[2] طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۴۲ [3] صحیح بخاری باب غزوۂ اُحد۔

سکتا ہے۔ لہٰذا تم سمندر میں کود پڑو"۔ سارے لشکر نے کہا " ہمیں کوئی خطرہ نہیں" اور پورے لشکر نے توکلاً علی اللہ سمندر میں اپنے اونٹ گھوڑے، خچر اور گدھے ڈال دیئے۔ حضرت علاءؓ اور سارے لشکر نے یہ دعا کی:۔ یا ارحم الراحمین! یا کریم، یا حلیم، یا احد یا صمد، یا محی الموتی، یا حیّ یا قیوم، لا الٰہ الا انت یا ربنا۔ اللہ کے حکم سے سب پار ہو گئے وہ سمندر میں ایسے جا رہے تھے جیسے نرم ریت پر چل رہے ہوں، سمندر کے پانی سے اونٹوں کے صرف پاؤں تر ہوئے۔ دارین پہنچ کر تمام مرتدین کو قتل کر دیا۔ (لشکر کے ایک جرنیل) حضرت عفیف بن المنذر نے اس واقعہ پر کہا

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللهَ ذَلَّلَ بَحْرَهُ	کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو تابع کر دیا اور کفار
وَأَنْزَلَ بِالْكُفَّارِ إِحْدَى الْجَلَائِلِ	پر ایک مصیبت عظمیٰ ڈال دی ہم نے اس ذات کو پکارا جس نے
دَعَوْنَا الَّذِي شَقَّ الْبِحَارَ فَجَاءَنَا	سمندر کو پھاڑ دیا تھا پس وہ ہماری مدد کو آن پہنچا اور پہلی دفعہ
بِأَعْجَبَ مِنْ فَلْقِ الْبِحَارِ الْأَوَائِلِ[1]	سمندر کو پھاڑ دینے کی نسبت زیادہ عجیب انداز میں آن پہنچا۔

۲۔ عہد صدیقی میں اسود عنسی کذاب نے حضرت عبداللہ بن ثوب ابو مسلم خولانی کو اپنی نبوت کے انکار اور رسالت محمدی کے اقرار پر آگ کے شعلوں میں ڈال دیا مگر آگ نے ان کا بال بھی بیکا نہ کیا۔ یہ خلافت صدیقی میں مدینہ آئے۔ تو حضرت عمرؓ نے انہیں گلے لگایا اور حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں پیش کیا اور کہا اللہ کا شکر ہے۔ جس نے مجھے اس وقت تک نہ مارا جب تک مجھے امت محمدیہ میں ایسا شخص نہ دکھا دیا جس کے ساتھ وہی معاملہ ہوا جو ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ ہوا تھا۔" استیعاب" ترجمہ ابو مسلم خولانی)

یہ گندہ عقیدہ کہاں سے درآمد ہوا

کتاب اللہ اور سنت رسول، آثار صحابہؓ اور اقوال و ارشادات فقہاء امت و اولیاء اللہ رحمہم اللہ سے یہ ثابت ہے کہ تصرف و اختیار صرف ذات پاک رب العزت کا حق ہے، اور اللہ تعالیٰ کے سوا خیر و شر اور نفع نقصان کا مالک کوئی بھی نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ غیر اللہ کے اختیار کا گندہ عقیدہ مسلمانوں میں کہاں سے درآمد ہوا؟

اس عقیدہ کا ماخذ "تشیع" ہے۔ یہ اہل تشیع کا ایمان و عقیدہ ہے کہ تدبیر امور حتیٰ کہ خلق مخلوق اور تحلیل و تحریم کا اختیار نبی کریمؐ اور ائمہؒ کو حاصل ہے۔ چنانچہ شیعوں کی بنیادی کتاب اصول کافی میں ہے:۔

إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فَوَّضَ إِلَى نَبِيِّهِ	بیشک اللہ عزوجل نے اپنی مخلوق کے
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَ خَلْقِهِ[2]	کام اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیئے

دوسرے مقام پر ہے:۔ فَهُمْ يُحِلُّونَ مَا يَشَاؤُنَ وَيُحَرِّمُونَ مَا يَشَاؤُنَ[3]

[1] یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے لئے سمندر میں راستے بنا دینے کی طرف اشارہ ہے۔
[2] طبری جلد ۴ ص ۵۲۵ تا ۵۲۷ و اصابہ ترجمہ عفیف بن المنذر [2] اصول کافی باب التفویض الی رسول اللہ
[3] اصول کافی [illegible]

شیخ المشائخ امام الاولیاء حضرت شیخ جیلانی رحمہ اللہ رقم فرماتے ہیں۔

وَاَمَّا الْمُفَوِّضَۃُ فَہُمُ الْقَائِلُوْنَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی فَوَّضَ تَدْبِیْرَ الْخَلْقِ اِلَی الْاَئِمَّۃِ وَاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ اَقْدَرَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی خَلْقِ الْعَالَمِ وَتَدْبِیْرِ الْخَلْقِ وَاِنْ کَانَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًا وَکَذٰلِکَ قَالُوْا فِیْ حَقِّ عَلِیٍّ رض ؎

مفوضہ اس کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے امور کی تدبیر ائمہ کے سپرد کر دی ہے اور اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تخلیق عالم اور تدبیر کائنات پر قادر فرما دیا ہے۔ اور دنیا کی کوئی چیز اللہ نے پیدا نہیں کی۔ اور اسی طرح حضرت علی رضہ کے حق میں کہتے ہیں کہ خلق وتدبیر عالم اللہ تعالیٰ نے ان کے سپرد کر دیا۔

ذاتی نہ تھا بلکہ عطائی

مفوضہ شیعوں کا یہ عقیدہ نہ تھا کہ نبی کریم یا حضرت علیؓ کو ذاتی قدرت و اختیار حاصل ہے۔ ان کا ایمان و یقین یہ تھا کہ اللہ رب العزت نے انہیں خلق وتدبیر عالم کے اختیارات تفویض کر دیئے ہیں، اسی طرح کتاب و سنت سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ مشرکین کا بھی اپنے معبودین سے متعلق یہ ایمان و یقین نہیں تھا کہ وہ ان کی مشکل کشائی وحاجت روائی پر ذاتی طور پر قادر ہیں۔ نہ وہ اپنے معبود اللہ کے نیک اور صالح ومقبول بندوں کو صفاتِ ربانی میں ذاتی طور پر شریک مانتے تھے، ان کا عقیدہ صرف یہ تھا کہ اللہ کے یہ بندے ہمیں خدا سے قریب کر سکتے ہیں، بارگاہِ الٰہی میں ہماری سفارش کر کے ہمارے کام کرا سکتے ہیں۔

گویا وہ بالواسطہ طور پر اپنے معبودوں کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے تھے اور ان کی من جانب اللہ عطائی ملک و قدرت پر ایمان رکھتے تھے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مشرکین طواف کرتے وقت کہتے تھے
لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اِلَّا شَرِیْکًا ھُوَ لَکَ تَمْلِکُہٗ وَمَا مَلَکَ ۔ ۔ ۔ ۔ ؎۲

یعنی مشرکین مکہ کہتے تھے کہ اے اللہ ہم تیرے دربار میں حاضر ہیں۔ تیرا کوئی

؎ غنیۃ الطالبین حصہ اول فصل اصناف الرافضۃ۔ ؎۲ صحیح مسلم باب التلبیہ۔

شریک نہیں، مگر وہ آپ کا شریک (ضرور) ہے، جس کا تو مالک ہے اور اس کی تمام مملوکات کا بھی تو ہی مالک ہے۔

تو وہ ذاتی طور پر کسی کو بھی ملک و قدرت میں خدا کا شریک نہیں مانتے تھے اور جن کو وہ خدا کا شریک مانتے تھے، ان میں عطائی قدرت و مالکیت اور اختیار و اقتدار کے قائل تھے نہ کہ ذاتی طور پر انہیں قادر و مالک مانتے تھے۔

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:۔

اِعْلَمْ اَنَّ لَيْسَ فِى الْعَالَمِ اَحَدٌ يُثْبِتُ لِلّٰهِ شَرِيكًا يُسَاوِيهِ فِى الْوُجُودِ وَالْقُدْرَةِ وَالْعِلْمِ وَالْحِكْمَةِ وَهٰذَا مِمَّا لَمْ يُوجَدْ اِلَى الْاٰنَ [۱]

جان لو کہ سارے جہان میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ کا ایسا شریک مانتا ہو جو وجود قدرت اور علم و حکمت میں اللہ کے برابر ہو، اور ایسا عقیدہ اس وقت تک (دنیا میں کہیں) موجود نہیں۔

تو اللہ تعالیٰ کی صفات، قدرت علم اختیار و ملک جو بھی ہیں ذاتی ہیں، اس طرح ذاتی صفات کا مالک دنیا میں کسی مشرک نے اپنے معبودین کو نہیں مانا جس نے مانا اپنے معبود کو عطائی صفات کا مالک مانا یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ ملک و قدرت اور علم و حکمت عطا کی ہے۔ مالک حقیقی نے یہ صفات انہیں بخشی ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:۔

ان (مشرکین) میں سے بعض کا اعتقاد یہ تھا کہ:۔ بیشک آقا اور مدبر تو اللہ ہی ہے۔

لكنه قد يخلع على بعض عبيده لباس الشرف والتالّه ويجعله متصرّفا فى بعض الامور الخاصة۔

لیکن وہ اپنے بعض بندوں کو بزرگی اور الوہیت کا لباس پہنا دیتا ہے اور ان کو بعض خاص کاموں کا اختیار دے دیتا ہے۔ ..... اس وجہ سے ایسے اشخاص کو بندگان خدا (عباد اللہ) کہنے کی لوگوں کو جرأت نہیں ہوتی وہ ان کو ابن اللہ اور محبوب اللہ کہتے ہیں اور اپنا نام ایسا رکھتے ہیں جن میں ان کا عبد (غلام) ہونا ظاہر ہو جیسے عبد المسیح اور عبد العزیٰ۔

---

[۱] "تفسیر کبیر" جزء ۲ ص ۱۱۲ تفسیر آیت فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا۔

یعنی مشرکین مکہ کہتے تھے کہ اے اللہ ہم تیرے دربار میں حاضر ہیں۔ تیرا کوئی

لہ تنبیہ الطالبین" حصہ اوّل فصل اضافۃ الرافضۃ۔ ؎ صحیح مسلم باب التلبیہ۔

وَھٰذَا امرض جمھور الیھود والنصارٰی والمشرکین وبعض الغلاۃ من منافقی دین محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم وبو ھذالہ	یہ مرض عام یہود و نصاریٰ مشرکین اور آج دین محمدی کے بعض غالی منافقوں کو لاحق ہے۔

عام یہود و نصاریٰ اور مشرکین تو اس مرض میں مبتلا تھے ہی وہ اپنے معبودوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ اختیارات کا مالک یقین کرتے تھے، اپنے آپ کو ان کا غلام اور عبد سمجھتے تھے اور اپنے نام عبدالمسیح اور عبدالعزّیٰ وغیرہ رکھتے تھے مگر آہ! کہ آج بعض مسلمان کہلانے والے بھی اس مرض کا شکار ہو گئے ہیں وہ بھی حضرات انبیاءؑ و اولیاءؒ کو عطائی اختیارات کا مالک سمجھتے ہیں۔ اپنے نفع نقصان اور سود و زیاں کا اختیار انہیں دیتے ہیں۔ دُکھ، درد مصیبت اور تکلیف کے وقت انہیں پکارتے ہیں، انہیں اپنا آقا، مالک و مختار جانتے ہیں، خود کو ان کا عبد (غلام) مانتے ہیں اور اپنا نام عبدالرسول، عبدالنبی وغیرہ رکھتے ہیں۔ حضرت محدّث دہلویؒ انہیں "دین محمد کے غالی منافقوں" کہتے ہیں، "اَلْغُلَاۃ مِن منافقی دین محمد"

خلاصہ کتاب اللہ سے نہایت صراحت کے ساتھ قدرت اور علمِ غیب اور ہر جگہ ہر وقت حاضر و ناظر ہونا یہ تین صفات خاص اللہ ربّ العزّت کے لئے ثابت ہوتی ہیں، اور غیر اللہ سے واضح طور پر ان تینوں صفتوں کی بار بار نفی کی گئی ہے، اللہ کے محبوب رسولؐ قرآن کریم میں بھی اور احادیث صحیحہ میں بھی اپنے لئے ان تینوں صفات کی بصراحت نفی فرما رہے ہیں، پھر حضرات صحابہؓ و تابعین اور اجلّہ ائمہ دین و اکابر اولیاء اللہ رحمہم اللہ بھی ان صفات کو غیر اللہ حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی ثابت کرنے اور ماننے کو صاف صاف کفر قرار دے رہے ہیں تو پھر اٹکل پچو باتوں اور جاہل و بے دین لوگوں کی ہزلیات و خرافات کی بناء پر قدرت و اختیار یا علم غیب یا حاضر ناظر ہونا کسی غیر اللہ کسی ولی، کسی نبی حتیٰ کہ خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت و شان قرار دینے کا آخر کیا جواز ہے؟ اگر یہ صفات کم از کم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق نہیں تو چونکہ یہ عقیدے کا مسئلہ تھا لہٰذا اللہ تبارک و تعالےٰ

لہ حجۃ اللہ البالغہ مطبوعہ حمایت اسلام پریس لاہور جلد اوّل ص۱۱

اِرشادِ خداوندی اور اعلانِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

قل انما ادعوا ربی	تو کہدے کہ میں تو صرف اپنے پالنے

ہیں جن میں ان کا عبد (غلام) ہونا ظاہر ہو جیسے عبد المسیح اور عبد العزیٰ ۔

لے: تفسیر کبیر، جز ۲ ص ۱۱۲ تفسیر آیت فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا۔

اپنی کتاب پاک قرآن کریم میں صاف صاف فرما دیتے کہ میرے محبوب رسول کو بھی میری طرح قدرت و اختیار، علم غیب اور ہر جگہ ہر وقت حضور و شہود حاصل ہے تم انہیں بھی قادر و قدیر، عالم الغیب اور حاضر و ناظر مانو۔ ورنہ مسلمان نہیں رہ سکتے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قادر و متصرف، عالم الکل، اور حاضر و ناظر ہونے کا دعویٰ فرماتے، لوگوں کو اسے ماننے کی دعوت دیتے، نہ ماننے والوں کو وعید شدید کا مستحق قرار دیتے، پھر اصحاب رسول و سلف صالحین کا ہر فرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اقتدار و اختیار عامہ علم بسیط و محیط اور ہمہ وقت ہر جگہ حاضر و موجود ہونے کی صفات سے متصف مانتا، حدیث و فقہ کا ہر امام آپ کو علیٰ کلّ شیئٍ قدیر اور عالم الغیب تسلیم کرتا اور جمیع ائمہ عقائد و کلام اپنی مصنفات میں اس عقیدہ کو صراحت کے ساتھ رقم کرتے، اور اسلاف میں یہ عقیدہ عام شائع ہوتا۔

بہر حال کتاب و سنت اور لوازم سنت سے یہ ثابت ہو گیا کہ علم غیب حضور و شہود اور اقتدار و اختیار کل یہ تینوں صفات خاصۂ خدا ہیں۔ پھر یہی تینوں صفات اصل و اساس عبادت و لوازم الوہیت ہیں۔ جب عبادت کی بنیاد انہی تین صفات پر قائم ہے اور یہ تینوں صفات خاصۂ خدا ہیں تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ عبادت خاصۂ خدا ہے اور اس میں خدا کے سوا کسی کا بھی کوئی حصہ نہیں۔

اب اگر کوئی بندۂ خدا کسی غیر خدا یعنی کسی نبی یا ولی کو ان تینوں صفات یا ان میں سے کسی ایک صفت سے متصف جانتا ہے۔ یعنی کسی بزرگ کو ہر جگہ حاضر و موجود یا عالم الغیب یا ہر بات پر قادر اور صاحب اختیار یقین کرتا ہے تو وہ گویا اسے اپنا الٰہ یعنی خدا مانتا ہے، خواہ زبان سے اسے خدا نہ کہے بلکہ پیر و مرشد یا ولی اور نبی کہے۔ کیوں کہ جب یہ صفات خاصہ خدا ہیں تو کوئی شخص جس کسی میں یہ صفات مانے گا گویا وہ اس شخص کا خدا ہو گا، اگرچہ در حقیقت وہ خدا نہیں۔

پہلی صدی کے اہلِ سُنّت کا مذہب

لہ حجۃ اللہ البالغہ مطبوعہ حمایت اسلام پریس لاہور جلد اول ص ۱۱۱

اِرشادِ خداوندی اور اعلانِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

قل انما ادعوا ربی ولا اشرک بہ احدا قل انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا۔ ۱۸	تو کہدے کہ میں تو صرف اپنے پالنے والے کو ہی پکارتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ کہدے کہ مجھے تمہارے کسی نفع ونقصان کا اختیار نہیں۔

ہوسکتا ہے کہ خصم ہمارے اس استدلال کو صحیح تسلیم نہ کرے، اس لئے ابن کثیرؒ کی عبارت کا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے تاکہ مضمون مستحکم ہوجائے اور بات ثابت ہوجائے۔ چنانچہ تفسیر ابن کثیرؒ اردو پ ۲۹ ص ۴۹ میں ہے کہ

"جب دعوتِ حق اور توحید کی آواز مشرکین کے کان میں پڑی، جو مدتوں سے غیر مانوس ہوچکی تھی۔ تو ان کفار نے ایذارسانی مخالفت اور تکذیب پر کمر باندھ لی۔ اور حق کو مٹا دینا چاہا۔ اور رسولؐ کی عداوت پر اجماع کرلیا۔ اس وقت ان سے رسولؐ نے کہا کہ میں تو اپنے پالنے والے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت میں مشغول ہوں۔ میں اسی کی پناہ میں ہوں۔ اسی پر میرا توکل ہے۔ وہ ہی میرا سہارا ہے۔ مجھ سے ہرگز یہ توقع نہ رکھو۔ کہ میں کسی اور کے سامنے جھکوں یا اس کی پرستش کروں۔ میں تمہارے نفع ونقصان کا مالک نہیں ہوں۔ میں تو خدا کا ایک غلام ہوں۔ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں۔ تمہاری ہدایت وضلالت کا مختار و مالک نہیں ہوں۔"

ہیں اور رہیں گے

دوسری صدی کے علماء کا مذہب

پہلی صدی کے اہلِ سنّت کا مذہب

صاحبِ سنّت اور صاحبِ نبوۃ کا اپنا مذہب

قل انی علی بینتہ من ربی دکذبتم بہ ما عندی ما تستعجلون بہ ان الحکم الا للہ یقص الحق وھو خیر الفاصلین قل لو ان عندی ما تستعجلون بہ لقضی الامر بینی وبینکم ! (پ۷)

اے محبوب فرما دیجئے، بلاشبہ میں اپنے رب کی طرف سے با دلیل ہوں اور تم نے اسے جھٹلا دیا ہے جس چیز کی تم جلدی کرتے ہو، وہ میرے پاس نہیں ہے۔ فیصلہ تو خدا کا چلتا ہے۔ وہ سچی بات بتلاتا ہے اور وہ اچھا فیصلہ کرنے والا ہے کہہ دیجئے اگر میرے پاس ہوتی وہ چیز جس کا تم تقاضا کرتے ہو۔ تو میرے اور تمہارے درمیان کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔ !

حضرتؐ نے توحید بیان فرمائی۔ مشرکوں نے مخالفت کی۔ حضرتؐ نے عذاب الٰہی کا ڈراوا دیا۔ مشرکوں نے عذاب کی تمنا کی۔ آپ پر یہ آیت نازل ہوئی کہ عذاب خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے حضرتؐ کے ہاتھ میں نہیں ہے۔

معلوم ہوا کہ حضورؐ کو اس کا اختیار حاصل نہیں تھا کہ جب چاہیں کسی کو عذاب دیں اور جب چاہیں کسی کو بچا لیں۔ یہ سب امور خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں

فتاویل الآیہ اذا اللہ تعلم یا محمد! ان لی ملک السموٰت والارض و

پس مطلب یہ ہے کہ اے محمدؐ! کیا آپ نہیں جانتے کہ میرے لئے آسمانوں اور زمین کا ملک ہے اور

ہیں اور رہیں گے

دوسری صدی کے علماء کا مذہب

کعب احبار کا مذہب

قال الله فی التورٰۃ انا الله فوق عبادی وعرشی فوق جمیع خلقی وانا علی عرشی أدبر امور عبادی لا یخفی علی شیئ من امر عبادی فی سمائی ولا ارضی والی مرجع خلقی فانبئهم بما خفی علیهم من علمی اغفر لمن شئت منهم بمغفرتی واعاقب من شئت بعقابی

خدا تعالٰے نے توریت میں فرمایا ہے کہ میں خدا ہوں۔ اپنے بندوں سے اوپر ہوں اور میرا عرش ساری مخلوق سے اوپر ہے اور میں عرش پر غالب ہوں۔ اپنے بندوں کے کاموں کی تدبیر کرتا ہوں۔ مجھ پر کوئی چیز مخفی نہیں ہے میرے بندوں کے امور میں سے خواہ وہ آسمانوں پر ہو یا زمین پر۔ میری طرف خلق کا مرجع ہے۔ پس میں ان کو خبر دوں گا جو کچھ کہ ان پر میرے علم سے مخفی ہے۔ پس جسے چاہوں گا، بخشوں گا اور جسے چاہونگا عذاب دونگا

(اجتماع الجیوش الاسلامیہ صلا)

طمانیت کلال :۔ اس میں تصریح کی گئی ہے کہ مدبر اور مختار ہونا خدا تعالٰی کی شان ہے۔

تیسری چوتھی صدی کے علماء کا مذہب

تفسیر ابن جریر م ۸۲ میں ہے :۔

فتاویل الآیۃ اذا الم تعلم یا محمد! ان لی مالک السموٰت والارض و سلطانہما دون غیری احکم فیہما و فیما بینہما ما اشاء و آمر فیہما و فیما بینہما بما اشاء

پس مطلب یہ ہے کہ اے محمد! کیا آپ نہیں جانتے کہ میرے لئے آسمانوں اور زمین کا ملک ہے اور ان کی سلطنت صرف مجھے حاصل ہے۔ اور کسی کو حاصل نہیں ہے۔ ان میں جو چاہوں میں حکم کرتا ہوں

حتی قال فی صفحۃ ۴۸۳

انا المنفرد بولایتکم و الدفاع عنکم و المتوحد بنصرکم بعزتی وسلطانی!

میں تمہاری ولایت میں اور تم سے دفاع میں اکیلا ہوں۔ میں اپنے غلبے کے ساتھ تمہاری امداد پر متوحد ہوں

پانچویں چھٹی صدی کے اہل سنۃ علماء کا مذہب

فمن الذی یقدر علی ان یدفع من مرادہ و مقدورہ و قولہ فمن یملک من اللہ شیئا ای فمن یملک من افعال اللہ شیئا والملک ہو القدرۃ یعنی فمن الذی یقدر علی دفع شیئ من افعال اللہ تعالیٰ و منع شیئ من مرادہ (التفسیر کبیر ص ۳۸۵ ج ۳)

پس کون قادر ہے جو کہ اس کی مراد اور مقدور سے دفع کرے یعنی کون مالک ہے خدا کے کاموں میں سے۔ کسی چیز کا ملک کا معنے قدرت ہے۔ یعنے پس کون خدا تعالیٰ کے افعال میں سے کون دفع کرنے پر قادر ہے۔ اور اس کی مراد روکنے پر قادر ہے۔!

ساتویں آٹھویں صدی کے علماءِ اہلسنت کا مذہب

لله ملك السموٰت والارض يعني انه تعالى يملك ذلك فلا شريك له في ذلك فيعارضه فهو الذي يملك المغفرة لمن يشاء والتعذيب لمن يشاء وفيه دليل على انه تعالى لا ولد له لان من يملك السموٰت والارض يستحيل ان يكون له شبيه من خلقه او شريك في ملكه (تفسير خازن ص۲۵ ج۲)

بلاشبہ خدا تعالےٰ ہی اس کا مالک ہے اس میں اس کا کوئی شریک نہیں جو اس کے برابر بن سکے۔ وہ بخشش دینے کا بھی مالک ہے اور عذاب دینے کا بھی۔ اور اس میں دلیل ہے اس بات پر کہ خدا تعالےٰ کا بیٹا نہیں ہے۔ اس لئے کہ جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے۔ اس کے لئے محال ہے کہ اس کا کوئی شبیہ مثال ہو۔! اس کی مخلوق سے اور شریک ہو اس کے ملک میں۔!

علامہ بیضاوی ۶۸۵ھ کا مذہب

پہلی عبارت

بانه تعالى مالك الملك على الاطلاق فله ان يؤتيه من يشاء بانه واسع الفضل يوسع على الفقير ويغنيه عليم بمن يليق بالملك (بيضاوي ص۱۶۰ مطبع مجتبائی)

بلا تقید خدا تعالےٰ مالک ہے جو چاہے عطا کر دے وسیع الفضل ہے۔ فقیر کو غنی بنا دیتا ہے اسے خبر ہے کہ یہ چیز کس کے لائق ہے کہ اس سے اسے غنی بنادے

دوسری عبارات!

هذه الآية مشتملة على امهات المسائل الالهية فانها دالة على انه موجود واحد فى الالهية متصف بالحيوة واجب الوجود لذاته موجد لغيره اذا يقوم هو القائم بنفسه المقيم لغيره منزه عن التحيز والحلول مبرء عن التغير والفتور لا يعتريه ما يعتري الارواح مالك الملك والملكوت مبدع الاصول والفروع واسع الملك والقدرة كل ما يصح ان يملك وليعلم عليه تفسير بیضاوی ص ۲۰۳ ج ۱

یہ آیت الہیات کے بنیادی مسائل پر مشتمل ہے۔ کیونکہ یہ آیت دلالت کر رہی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ہر جا بلا کیف موجود ہے۔ ذاتی طور پر اس کا ہونا ضروری موجد لغیرہ ہے۔ جوہر ہماری طرح مکانیت سے پاک ہے۔ کسی میں گھس کر رنگ بدلنے سے بھی پاک ہے۔ تغیر فتور سے بھی پاک ہے۔ ارواح کی طرح اسے کوئی چیز عارض نہیں ہوتی۔ مالک الملک والملکوت ہے۔ اصول و فروع کا موجد ہے ملک اور قدرت اس کی وسیع ہے

نویں دسویں صدی کے علماء اہلسنت کا مذہب

علامہ جلال الدین سیوطی تفسیر جلالین میں رقمطراز ہیں۔

بیدک تلک الخیر و الشر!

تیری قدرت کے ماتحت خیر و شر ہے!

دوسری عبارات!

هذه الآية مشتملة على امهات المسائل الالهية فانها دالة على انه موجود واحد في الالهية متصف بالحيوة واجب الوجود لذاته موجد لغيره اذ القيوم هو القائم بنفسه المقيم لغيره منزه عن التحيز والحلول مبرء عن التغير والفتور لا يعتريه ما يعتري الارواح مالك الملك والملكوت مبدع الاصول والفروع واسع الملك والقدرة كل ما يصح ان يملك او يعلم (تفسیر بیضاوی)

یہ آیت الہیات کے بنیادی مسائل پر مشتمل ہے۔ کیونکہ یہ آیت دلالت کر رہی ہے۔ کہ خدا تعالے ہر جا بلا کیف موجود ہے۔ ذاتی طور پر اس کا ہونا ضروری موجد لغیرہ ہے۔ جوہر ہماری طرح مکانیت سے پاک ہے۔ کسی میں گھس کر رنگ بدلنے سے بھی پاک ہے۔ تغیر فتور سے بھی پاک ہے۔ ارواح کی طرح اسے کوئی چیز عارض نہیں ہوتی۔ مالک الملک والملکوت ہے۔ اصول و فروع کا موجد ہے ملک اور قدرت اس کی وسیع ہے

نویں دسویں صدی کے علماءِ اہلسنت کا مذہب

علامہ جلال الدین سیوطی تفسیر جلالین میں رقم طراز ہیں۔

بيدك الخير والشر!

تیری قدرت کے ماتحت خیر و شر ہے!

گیارہویں صدی کے علمائے اہلسنت کا مذہب

له التصرف فی السموٰت و الارض بالایجاد والاختراع ونفوذ الامر فی جمیع مخلوقاته۔ (تفسیر فتح القدیر)

ایجاد و اختراع کے ساتھ زمین و آسمانوں میں اسی کو تصرف کا حق ہے۔ اسی طرح اپنی جمیع مخلوقات میں حکم کے نافذ کرنے کا حقدار ہے۔!

بارہویں تیرہویں صدی کے علمائے اہلسنت کا مذہب

له وحده لا ملك جمیع الموجودات والتصرف المطلق فیها ایجاداً واعداماً واحیاءً واماتةً لا احد سواه استقلالاً ولا اشتراکاً۔ (تفسیر روح المعانی ۹۹)

جمیع موجودات کا ملک خاص خدا تعالے کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اور تصرف مطلق بھی موجود و معدوم کرنے کا، زندہ کرنے اور مارنے کا۔ کوئی اس کے سوا اس کا حقدار نہیں ہے نہ استقلالاً اور نہ اشتراکاً۔!

چودہویں صدی کے علمائے اہل سنت کا مسلک

گذشتہ تفسیروں کی طرح تفسیر مظہری میں بھی وہی عقیدہ ظاہر کیا گیا ہے سو معلوم ہوا کہ چودہ سو سال کے علماء اہل سنت حیات و ممات کا مالک نفع و نقصان کا مالک مدبر فی الامور اور مختار فی الافعال صرف خدا تعالیٰ کو

کو سمجھتے ہیں۔ اس صفت میں کسی کو بھی شریک نہیں سمجھتے، خواہ وہ چھوٹا ہو، یا بڑا۔ مگر افسوس کہ آج کل کے رسمی طور پر اہل سنت کہلانے والے چودہ سو سال کے علماء اہل سنت، نیز قرآن و حدیث مبارکہ کے خلاف ایک مذہب وضع کر کے اس کے پروپیگنڈے میں مست ہیں۔

اہلبدعت کے چند مغالطے اور انکے جوابات

پہلا مغالطہ اور اسکے جوابات

ان الذین یبایعونك انما یبایعون الله ید الله فوق ایدیھم (پ ۲۶)	بیشک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے وعدہ کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو وہی اختیارات حاصل ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کو ہیں، جبکہ خدا تعالیٰ نے حضورؐ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمایا ہے۔

جواب ۱:۔ اس آیت میں کلی اختیارات کا ذکر کہیں بھی نہیں ہے۔ ورنہ اپنے اختیار سے حضرت کریم حضرت عثمانؓ کو فوراً منگوا لیتے۔ نیز لوگوں کی جھوٹی افواہ پر اعتبار کر کے (کہ حضرت عثمانؓ قتل کئے گئے ہیں) صحابہ کرامؓ کو قربان ہو جانے پر مامور نہ فرماتے۔ نیز صلح حدیبیہ کے وقت مشرکین کے متعدد شرائط تسلیم نہ فرماتے۔

جواب ۲:۔ ید اللہ کے لفظ سے دھوکا نہیں کھانا چاہیئے اسلئے کہ ید اللہ اس آیت میں حضور علیہ السلام کے ہاتھ کو نہیں فرمایا گیا،

بلکہ ایک بشارت دی گئی ہے کہ جن کے ہاتھ حضورؐ کے ہاتھ میں آئے ہیں وہ سمجھ لیں کہ ان کے ہاتھ اللہ تعالٰی کے قبضۂ قدرت میں آگئے ہیں۔ لہٰذا ہاتھ دینے والوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے عہد پر پختہ رہیں۔

جواب ۳ :- جس طرح قرآن مجید میں اطاعت رسول مقبولؐ کو اطاعت اللہ قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ حضرت محمد مصطفٰےؐ رسول اللہ ہیں۔ عین اللہ نہیں ہیں۔ اسی طرح عہد بالرسولؐ کو عہد باللہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

یَدُاللہِ فَوقَ اَیدِیھِم کا مطلب معتبر تفاسیر کی روشنی میں

اب ہم معتبر تفسیروں کی عبارتیں پیش کرتے ہیں۔ تاکہ آپ پر واضح ہوجائے کہ اہل بدعت کا یہ استدلال کسی بھی معتبر تفسیر میں موجود نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ جو مطلب اہلسنت اکابر کے خلاف ہو۔ وہ یقیناً ناقابلِ قبول ہے۔

چنانچہ علامہ فخر الدین رازیؒ نے تفسیر کبیر ج ۷ صـ۵۲۱ میں لکھا ہے

ید اللہ نعمة اللہ علیھم!	ید اللہ سے مراد نعمت اللہ ہے۔ جو کہ ان پر ہوئی!
نصرتہ ایاھم اقوی واعلی من نصرتھم ایاہ - !	خدا تعالٰی کا ان کی امداد کرنا اقوی اور اعلٰی ہے۔ ان کی نصرت سے، جو انہوں نے خدا کے دین کی کی ہے

اب ذرا صاحب روح المعانی کے ارشادات بھی ملاحظہ فرمایئے

فرماتے ہیں :-

یداللہ فوق ایدیھم ای ھو حاضر معھم یسمع اقوالھم و یری مکانھم و یعلم ضمائرھم وظواھرھم فھو تعالٰی ھو المبایع بواسطۃ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (روح المعانی ج ۴ ص ۱۸۵)	یعنے اللہ تعالٰی بیعت کرنے والوں کے ساتھ حاضر ہے ان کے قول سنتا ہے۔ اور ان کے مکان دیکھتا ہے۔ اور ان کے دلوں کے راز جانتا ہے۔ پس اللہ تعالٰی مبایع بواسطۃ الرسول ہے۔!

(ف) لفظ واسطہ ذکر کر کے صاحب روح المعانی نے اہلبدعت کے مظنون تخیل کو ھباً منثوراً بنادیا ہے۔

اہلبدعت پر ایک اعتراض

برائے کرم ذیل کی حدیث کا ترجمہ کر کے جواب دیجئے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سل سیفہ فی سبیل اللہ فقد بایع اللہ۔! (روح المعانی ج ۴ ص ۱۸۵)	حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ جس نے تلوار اللہ تعالٰی کی راستے میں کھینچی ہے۔ پس اس نے خدا تعالٰی سے بیعت کی ہے۔!

دیکھئے! ظاہر میں ہاتھ تلوار پر ہے۔ اور بیعت خدا سے .... ہورہی ہے ....

.... فتدبر ....

تفسیر ابو السعود کی تحقیق

ید اللہ فوق ایدیہم والمعنی ان عقد المیثاق مع الرسول کعقدہٖ مع اللہ من غیر تفاوت کقولہ تعالیٰ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ وقد ہی انما یبایعون اللہ ای کاجلہ ولوجھہ۔

(تفسیر ابو السعود برحاشیہ تفسیر کبیر ج ۸ ص ۳۸)

معنی یہ ہے کہ بلاشبہ عقد میثاق جو حضرت کے ساتھ کیا گیا ہے یہ ایسا ہے، جیسا کہ خدا کے ساتھ کیا جائے جیسا ہے کہ جو حضور کی اطاعت کرتا ہے۔ پس اس نے خدا کی اطاعت کی — یعنی بیعت بن گیا خدا کے ساتھ عہد کا۔ !

دوسرا مغالطہ اور اسکے جوابات!

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ ! (پ ۹)

اور نہیں پھینکا آپ نے جس وقت پھینکا ہے لیکن خدا نے پھینکا ہے !

طرز استدلال :- جنگ بدر میں حضرت کریم نے ایک مٹھی مٹی کی لیکر دشمنوں کی طرف پھینکی تھی۔ جو کہ سب دشمنوں کی آنکھوں میں جا پڑی اس پر پروردگار عالم نے فرمایا کہ آپ نے نہیں پھینکی اللہ تعالیٰ نے پھینکی ہے۔ معلوم ہوا کہ فعل رسول فعل اللہ ہے۔ اور جب یہ مقام حضور علیہ السلام کو حاصل ہوا تو ماننا پڑے گا کہ خدا تعالیٰ کے سارے اختیارات بھی آپ کو حاصل ہیں۔

جواب ۱ :- بظاہر بشری طاقت کے خلاف تھا کہ ایک مٹھی بھر

مٹی سب تک پہنچ جائے۔ چونکہ حضور علیہ السلام کو تائید ایزدی حاصل تھی اس لئے پروردگار عالم نے حضرت کے فعل کو ان کی استطاعت تک بنا رکھتے ہوئے آپ کی رمی کو کالعدم قرار دیکر اپنی تائید کا اظہار فرمایا کر پھینکنا آپ کا کام تھا اور سب کے آنکھوں میں ڈالدینا یہ میرا کام تھا نہ تو اس میں فعلِ رسولِ خدا کو فعلِ خدا قرار دیا گیا ہے۔ اور نہ کلی اختیارات کے حصول کی طرف اشارہ ہے۔ ویسے خوامخواہ ہیچ و تاب سے مطلب برآوری کی خاطر قرآن مجید کے مضمون کو بدل دیا جائے تو اس جیسا ظلم اور کوئی نہیں ہے۔

جواب ۲:- یہ طریقہ قرآن مجید میں عام طور پر موجود ہے کہ چور جہاں سے قرآن مجید میں مداخلت کرتا ہے تو قرآن مجید اسی سطر میں یا اسی رکوع میں اس کی سرقت کو بے نقاب کر دیتا ہے۔

چنانچہ یہاں بھی قرآن مجید نے اہل بدعت کے حیلوں، بہانوں کو خوب بے نقاب کیا ہے جبکہ اسی آیت کے ابتدا میں موجود ہے۔

فلم تقتلوهم ولكن الله قتلهم۔ !	اے صحابہ کرام! پس تم نے ان مشرکوں کو قتل نہیں کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کیا ہے۔ !

چونکہ صحابہ کرام کی تعداد قلیل تھی اور کفار کی تعداد کثیر تھی۔ اسلئے اظہار نعمت کے طور پر مالکِ کائنات نے فرمایا کہ اے صحابہ کرام! جنگ کرنا تمہارا کام تھا اور قتل کرنا میرا کام تھا۔

پس جس طرح وہاں رمی رسول کو رمی خدا قرار دیا گیا ہے یہاں بھی صحابہ کرام کے جہاد کو جہادِ خداوندی قرار دیا گیا ہے۔ اہل بصیرت حضرات جانتے ہیں کہ نہ تو یہاں صحابہ عینِ خدا اور نہ وہاں رسول مقبول عینِ خدا ہے

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین